
1971November
مسجد نور
علی پور سیداں شریف
ماہنامہ
انوار الصوفیہ
مدیر اعلیٰ
غلام رسول گوہر
نگران اعلیٰ
جوہر ملت سید اختر حسین شاہ صاحب
مقام اشاعت: کوٹ عثمان خاں قصور ضلع لاہور

برسرپرستی مولانا الحاج پیر سید نور حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم

بہ نظرِ عنایت حضرت مولانا الحاج پیر سید محمد حسین شاہ صاحب علیہ الرحمتہ

بہ ظلِّ عاطفت حضرت مولانا الحاج پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب علی پوری

ماہنامہ انوار الصوفیہ قصور

جلد ۵۹ بابت ماہ نومبر ۱۹۷۱ء شمارہ ۲۰

ایڈیٹر:- غلام رسول گوہر جماعتی

مدیر معاون:- مولانا عبد العزیز صاحب نقشبندی مرتضائی

بدل اشتراک

سالانہ چندہ	۵ روپے
معاونین سے	۱۰ روپے
سرپرست حضرات سے	۲۰ روپے

○ اگر اس دائرہ میں سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کا چندہ اس ماہ ختم ہو گیا لہذا آپ فوراً پانچ روپے بذریعہ منی آرڈر ارسال کیجئے اگر خریداری مطلوب نہیں تو بذریعہ پوسٹ کارڈ اطلاع دیجئے ورنہ آئندہ ماہ کا رسالہ بصورت وی پی ارسال خدمت ہوگا جس کو وصول کرنا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا۔

گوہر

مقام اشاعت

اندرون کوٹ عثمان خاں قصور۔ ضلع لاہور

محمود حسن پرنٹر نے لاہور آرٹ پریس انار کلی لاہور سے چھپوا کر غلام رسول گوہر پبلشر نے کوٹ عثمان خاں قصور سے شائع کیا

انوار الصوفیہ رسائل پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری
نے انجمن خدام الصوفیہ کے زیر اہتمام 1905 کو شروع کروایا تھا
رسالہ انوار الصوفیہ کی 68 جلدیں مہیا کرنے پر
میں جناب محمد محمود صاحب کو مشکور ہوں
جن کی لسٹ مندرجہ بالا ہے (بختیار حسین جماعتی)



1 1960 October
2 1961 July
3 1961 December
4 1962 Feb
5 1962 May
6 1962 October
7 1963 January
8 1963 June
9 1963 September
10 1964 Feb
11 1964 March
12 1965 January
13 1965 May
14 1965 July
15 1966 June
16 1969 Feb
17 1969 December
18 1970 December
19 1971 Feb
20 1971 November
21 1972 May
22 1972 December
23 1973 March
24 1973 March
25 1973 December
26 1975 March
27 1978 Feb
28 1980 July
29 1981 July
30 1982 Feb
31 1982 July
32 1984 April
33 1959 Agust Rizwan
34 1965 March Hanfi
35 1967 April May
36 1968 October November
37 1969 agust
38 1969 March April
39 1970 May June
40 1971 Agust
41 1971 Janu Feb
42 1973 Agust
43 1973 Aril
44 1974 Agust September
45 1975 December
46 1976 March April
47 1979 June july
48 1980 Dec 1981 Janu
49 1980 October NOvember
50 1981 Jantaree
51 1982 1983 Dec Jan
52 1982 March April
53 1982 May June
54 1983 Feb March
55 1983 May June
56 1983 Nov Decemb
57 1984 Jan Feb
58 1984 October Jantare
59 Aaena Khalq e Muhamadi
60 Majmua Hazar Masla



ترتیب:—

موت العالِم موت العالَم گذشتہ ایام میں ماہ رمضان المبارک میں اہل سنت وجماعت کے ممتاز اور جید عالم مولنا مفتی احمد یار صاحب گجراتی جنہوں نے اپنے مواعظ اور تقاریر سے دین اسلام اور سنت نبوی کے چراغ کو روشن کیا بقضائے الٰہی عالم دنیا سے رحلت فرما گئے۔ آپ کے معتقدین اور اہل قرابت کو ناقابل برداشت صدمہ سے دوچار ہونا پڑا۔ آپ کی رحلت سے جو خلاء پیدا ہوا اُس کا پُر ہونا مشکل ہے۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ حضرت مولنا کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔

(ادارہ)

درد کاکوروی

سحر کے جلوے

ہے زلف واللیل - والضحیٰ رُخ - بصیرت افروز نظر کے جلوے
پیامِ حق کا سنا رہے ہیں - خدا کے پیغام بر کے جلوے

نبی کی ذات وصفات سے ہیں عجیب قضا و قدر کے جلوے
وہ آنکھ دیدے خدا کہ دیکھیں جنابِ خیر البشر کے جلوے

یہ بارگاہِ رسولِ برحق جناب روح الامیں آئے
کلامِ حق کی ہیں آیتیں یا - خدا کے ہیں نامہ بر کے جلوے

ہوئی جو عشقِ ہم آفریں سے خلوت - تو رنگ لایا ہے حسنِ جلوت
کمال تابِ جمالِ دیدی - دکھا کے ظرفِ نظر کے جلوے

تجلیٔ لامکاں کے جلوے - فضائے کون و مکاں کے جلوے
حدیث لولاک کہہ رہی ہے - یہ سب ہیں خیر البشر کے جلوے

ہے دن قیامت کا حسبِ وعدہ - یہاں ہر اک اُمتی کی خاطر
صراط پر ہیں خوشی سے پھیلائے جبرئیل آج پر کے جلوے

ہے عید میلاد کی یہ محفل - درود پڑھتا ہے دردؔ کا دل
خوشی میں کیا مسکرا رہے ہیں - شبِ ولادت سحر کے جلوے

لاجوابی

ملے جام شمس الضحیٰ آفتابی
مدینے کے میخوار ہیں اضطرابی

پیے آل اطہار بحقِ صحابی
مئے صبغۃ اللہ گلابی گلابی

یہ حضرت کا فرمان ہے انتخابی
ستاروں کی صورت ہیں میرے صحابی

زمانے کی اک دم سے کایا پلٹ دی — یہ کوثر کا ساقی ہے وہ انقلابی
جو والنجم تل عارضِ پاک کا ہے — بلالی ہے انداز اس کا شہابی
کلام خدا میکدہ ہے ہمارا — ہر آیت ہے اک ساغرِ لاجوابی
یہی آنکھیں توسیں ہیں، طٰہٰ ہیں — یہی چہرہ بدر الدجیٰ ماہتابی
وہ جس پر مُہر مشک کی ہے ختامی — ہے کوثر کے ساقی نے بخشی گلابی

مرا درد دل مست ہو جائے جس سے
نجف والے ساقی پلا بوترابی

ہمارے بھی ہیں مہرباں ایسے ایسے

۱۔ جناب حاجی صوفی شیخ عطا محمد صاحب سیالکوٹ چھاؤنی	-/۱۰	حضرت مولانا حاجی اللہ ودعا یا صاحب لاہور تین خریدار
۲۔ جناب زاہد حسین صاحب پروفیسر۔ چکوال ضلع جہلم	-/۵	جناب دفعدار مختار علی خاں صاحب ۔ ۱۱ خریدار
۳۔ جناب رضا نظامی ۔ جہلم	دو خریدار	برجیس پورہ لاہور
۴۔ جناب ڈاکٹر محمد حنیف صاحب	ایک خریدار	ایک صاحب جو نام بتانا نہیں چاہتے -/۱۰

گذارش جملہ یارانِ طریقت کی خدمت میں گزارش ہے کہ رسالہ انوار الصوفیہ اپنی جماعت کا واحد ترجمان ہے۔ جس کو حضرت امیر ملت محدث علی پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۹۰۴ء میں جاری فرمایا تھا۔ اس کا کامیابی اور اچھے معیار کے ساتھ جاری رہنا صرف یارانِ طریقت کے تعاون پر ہی موقوف ہے۔ اس لئے تمام یارانِ طریقت کو چاہیئے کہ وہ رسالہ خریدیں اور جو خریدار ہیں ان کو چاہیئے کہ اپنے حلقہ احباب میں اس کے خریدار بنائیں۔ اس سلسلہ میں ہم تمام ان حضرات کا خلوص قلب سے شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے زکوٰۃ سے رسالہ کی توسیع اشاعت میں کوشش کی۔ ان کے اسماء گرامی سابقہ اشاعتوں میں رسالہ میں لکھے گئے ہیں۔

یہ بات بھی یاد رکھنے اور عمل کرنے کے قابل ہے کہ جب بھی کسی صاحب کا چندہ ختم ہو جائے اور اس کو سرخ نشان سے مطلع کیا جائے تو وہ فوراً اس کے بعد اپنا چندہ ارسال کرے۔

محمد

مدیر مسئول

انوار القرآن

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

صم بکم عمی فہم لا یرجعون ۝ او کصیب من السماء فیہ ظلمات و رعد و برق یجعلون اصابعھم فی آذانھم من الصواعق حذر الموت واللّٰہ محیط بالکفرین ۝ یکاد البرق یخطف ابصارھم کلما اضاء لھم مشوا فیہ واذا اظلم علیھم قاموا ولو شاء اللّٰہ لذھب بسمعھم وابصارھم ان اللّٰہ علی کل شیء قدیر ۝

ترجمہ:۔ وہ بہرے ہیں گونگے ہیں پس وہ نہیں باز آئیں گے۔ یا مانند موسلا دھار بارش جو آسمان سے اترے اس میں اندھیرے ہوں اور گرج ہو۔ اور بجلی ہو۔ وہ کرتے ہیں اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں کڑک سے موت کے ڈر سے۔ اور اللہ گھیرنے والا ہے کافروں کو۔ قریب ہے کہ برق ان کی آنکھوں کو اچک لے جب بھی ان کے لئے روشنی ہوتی ہے تو وہ اس میں چلتے ہیں۔ اور جب ان پر اندھیرا ہوتا ہے تو ٹھہر جاتے ہیں۔ اور اگر اللہ چاہے تو ان کے کانوں اور ان کی آنکھوں کو لے جائے۔ بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

تفسیر جلالین وہ حق سننے سے بہرے ہیں یعنی حق کو قبول کرنے کی حیثیت سے نہیں سنتے اور نیک بات کرنے سے وہ گونگے ہیں پس وہ نیک بات نہیں کرتے۔

یا ان کی مثال بارش کی مانند ہے یعنی ان لوگوں کی مانند ہے جو بارش میں گھرے ہوئے ہیں۔ صیب اصل میں صیوب تھا اور صیوب اصاب یصوب سے ہے جس کے معنی نیزل کے ہیں۔ جو اترے آسمان سے یعنی بادل سے اس میں۔ یعنی بادل میں تہ بہ تہ کئی اندھیرے ہیں اور گرج ہے۔ گرج رعد کے معنی ہیں۔ رعد اس فرشتہ کا نام ہے جو بادل پر مقرر ہے اور اس کو ہانکتا ہے۔ کرتے ہیں وہ یعنی بارش میں گھرے ہوئے اپنی انگلیاں۔ یعنی اپنے پورے اپنے کانوں میں۔ کڑک یعنی رعد کی سخت آواز سے تاکہ وہ اس کو نہ سنیں موت کے خوف سے جو اس کے سننے کی وجہ سے واقع ہوتی ہے۔ ایسے ہی یہ منافقین ہیں جب قرآن نازل ہوتا ہے اور اس میں کفر کا جو ظلمات کے مشابہ ہے ذکر ہوتا ہے۔

اور اس پر وعید کا ذکر بھی ہوتا ہے جو رعد کے مشابہ ہے اور روشن دلائل کا ذکر ہوتا ہے جو برق کے مشابہ ہیں تو وہ اپنے کانوں کو اس کے سننے سے بند کر لیتے ہیں تاکہ وہ اس کے اثر کو قبول کر کے ایمان کی طرف مائل نہ ہو جائیں۔ اور اپنے پرانے دین کو خیر باد نہ کہدیں۔ اس لئے کہ ان کے لئے آبائی دین کی ترک اور ایمان قبول کرنا موت کے مترادف ہے۔

اور اللہ گھیرنے والا ہے کافروں کو۔ یعنی وہ اپنے علم اور قدرت سے کافروں کا احاطہ کر رہا ہے۔ اس سے بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتے۔ قریب ہے بجلی اُچک لے جائے گی ان کی آنکھوں کو یعنی بڑی سرعت اور تیزی سے ان کی آنکھوں کی بینائی کو زائل اور نیست و نابود کر دے۔ جب کبھی ان کے لئے روشنی ہوتی ہے تو وہ اس میں چلنے لگتے ہیں۔ اور جب ان پر اندھیرا ہو جاتا ہے تو وہ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہ تمثیل منافقین کے اس حال کی ہے کہ ان کے قلوب قرآنی دلائل کو قبول نہیں کرتے اور جو حقائق و مسائل ان کی طبیعت کے موافق ہیں ان کو مان لیتے ہیں اور جو باتیں اس کے خلاف ہیں ان کا انکار کر دیتے ہیں۔ اگر اللہ چاہے تو ان کے کانوں کو لے جائے۔ یعنی ان سے سننے کی قوت سلب کر لے کہ وہ کوئی بات بھی نہ سن پائیں اور سچ مچ بہرے ہو جائیں۔ اور ان کی آنکھوں کو۔ یعنی ان کی ظاہری آنکھوں کو جن سے وہ ہر چیز کو دیکھتے ہیں ضائع کر دے۔ اور بصارت سے بھی ان کو محروم کر دے جس طرح بصیرت سے ان کو محروم کیا ہے۔ بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ تو وہ اس پر بھی قادر ہے کہ ان کے کانوں اور آنکھوں کو لے جائے

تفسیر خازن میں اس مثال کا منافقین کے حال پر اس طرح انطباق کیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے کافروں اور منافقوں کو ان کے کفر و نفاق میں ان لوگوں سے تشبیہ دی ہے جو سرد اور تاریک رات میں موسلا دھار بارش میں گھر جائیں اور وہ رات اور بادل اور بارش کے کئی اندھیروں میں متحیر اور لاچار ہوں کسی جانب سے ان کو پناہ کی جگہ اور چلنے کی راہ نظر نہ آئے تو وہ ٹھہر جاتے ہیں اور جب گرج اور کڑک سنتے ہیں تو ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور رنگ فق ہو جاتا ہے۔ پھر وہ اپنی اُنگلیاں اپنے کانوں میں ٹھونس لیتے ہیں تاکہ وہ آواز نہ سنیں جس سے ان کی ہلاکت اور موت کا واقع ہونا کوئی بعید نہیں ہے۔ اور جب بجلی چمکتی ہے تو وہ اگرچہ کچھ چلنے لگتے ہیں مگر اس کے بعد پہلے سے بھی زیادہ اندھیرا پاتے ہیں۔

اس آیت میں قرآن کو بارش کے ساتھ تشبیہ دی ہے اس لئے کہ یہ بھی بارش کی طرح دلوں کی حیات اور زندگی کا سامان بہم پہنچاتا ہے۔ اور قرآن میں جو کفر و نفاق اور شرک کا تذکرہ ہے اس کو ظلمات سے اور جس عذاب سے انہیں ڈرایا گیا ہے اس کو رعد سے تشبیہ دی اور اس میں جو مومنین کے لئے وعدے اور بشارتیں اور ہدایت اور بیان اور جنت کا ذکر ہے اس کو برق سے تشبیہ دی۔ پس ان کافروں اور منافقوں کے اوپر جب قرآن پڑھا جاتا ہے تو اپنے کانوں کو اس کے سننے سے بند کرتے ہیں اس اندیشے سے کہ ان کے قلوب کہیں اس کی طرف مائل نہ ہو جائیں۔ اس لئے

کہ ان کے نزدیک قرآن پر ایمان لانا کفر ہے۔ اور کفر موت ہے۔

بعض مفسرین نے اس مثال کو اسلام پر چسپاں کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بارش سے مراد اسلام ہے اور اس میں جو بلائیں اور مصیبتیں ہیں وہ ظلمات ہیں۔ اور جن آیات میں آخرت کے عذاب سے ڈرایا گیا ہے وہ رعد ہے۔ اور جو اس میں مسلمانوں کے لئے وعدے ہیں وہ برق ہے۔ منافق جب اسلام میں تکالیف اور مصیبتوں کو دیکھتے ہیں تو وہ ہلاک ہونے کے خوف سے اس کو قبول کرنے سے بھاگتے ہیں مگر اللہ ان کو محیط ہے ان کا بھاگنا ان کے لئے سود مند نہیں۔ قرآن میں اسلام کی صداقت پر جو براہین و دلائل ہیں وہ برق کے مشابہ ہیں جو ان کی نظروں کو ان میں غور و فکر کرنے کے لئے پھیرتی ہے۔ جب روشنی ہوتی ہے تو وہ چلنے لگتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام میں جو احکام سہل ہیں اور ان میں کوئی کلفت اور سختی نہیں ہے اس میں کلمۂ ایمان کے اظہار سے اطاعت ختم کر دیتے ہیں یا جب غنیمت اور اسلام کو پاتے ہیں تو اسلام پر عمل کرتے ہیں اور جہاں دشواری سامنے آئے تو ٹھہر جاتے ہیں۔

مولنا محمد حسین صاحب قصوری کا عرس شریف

قصور اندرون دروازہ، پتوالی والا حافظ نور احمد صاحب جماعتی نقشبندی کے مکان پر ۲۰ شوال المکرم کو حضرت امیر ملت قدس سرہٗ علی پوری کے خلیفۂ اوّل و اعظم حضرت مولنا شاہ محمد حسین صاحب کا سالانہ عرس شریف نہایت تزک و احتشام سے سابقہ روایات کے مطابق ہو رہا ہے۔ فجر کی نماز کے بعد گیارہ بجے تک قرآن خوانی ہوگی۔ اس کے بعد محفلِ میلاد منعقد ہوگی جس میں مختلف نعت خوان اور شعرا حصّہ لیں گے اور رات کو عشاء کی نماز کے بعد تقریباً ۹ بجے حضرت جوہر الملت پیر سیّد اختر حسین شاہ صاحب و دیگر علماء کرام وعظ فرمائیں گے۔

علی پور شریف میں عرس شریف

علی پور شریف میں ۱۶ اکتوبر بروز ہفتہ نہایت تزک و احتشام سے زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین سراج الملت حضرت مولنا الحاج علامہ پیر سید محمد حسین شاہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سالانہ عرس منایا گیا۔ پاکستان کے طول و عرض سے سینکڑوں عقیدت مندوں نے شرفِ شمولیت حاصل کیا۔ طلباء مدرسہ نقشبندیہ نے باری باری قرآن شریف کی تلاوت کی۔ نعت خوان حضرات نے نعت خوانی کی اور جناب علامہ محمد رمضان صاحب جھنگوی نے فضائل اولیاء بالخصوص حضرت سراج الملت رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے بعض حالات بیان فرمائے۔

تقریباً ایک بجے رات صلوٰۃ و سلام پر یہ جلسہ برخاست ہوا۔

کوکبِ ہدایت مولانا الحاج
اللہ ودھایا صاحب۔ لائل پور

تقویٰ کی حقیقت اور اُس کے ثمرات و فضائل

اللہ کے مقربین اور اس کے اولیاء کی عمدہ ترین صفات میں سے ایک صفت تقویٰ ہے۔ قرآن پاک کی متعدد آیات میں اللہ تعالےٰ نے تقویٰ کا ذکر کیا ہے۔ تقویٰ کے اصل معنی ڈر اور حفاظت اور بچاؤ کے ہیں۔ کہا جاتا ہے اتقیٰ فلان بترسہٖ فلاں نے اپنی ڈھال سے اپنا بچاؤ کیا۔ شریعت میں تقویٰ اس نیک خصلت یا عمل کا نام ہے جس سے بندہ اپنے آپ کو دوزخ کے عذاب سے بچاتا ہے اور وہ ایمان اور اعمال صالحہ ہیں۔ جب بندہ نے شرک و کفر کو ترک کیا اور ایمان لایا اور اسلام کی تعلیم کے مطابق عمل کیا اور ایک معبود کی عبادت کی اور اس کے فرائض کو ادا کیا اور اس کے اوامر کو بجا لایا اور نواہی سے اجتناب کیا۔ اس کے حلال کو حلال اور اس کے حرام کو حرام جانا تو بیشک اس نے اپنے آپ کو جہنم اور آخرت کے عذاب سے بچایا۔ اور متقی ہوا۔ قرآن پاک میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا اتقوا اللہ حق تقاتہ۔ تم اللہ سے ڈرو جو اس سے ڈرنے کا حق ہے۔ بعض نے کہا یہ ناممکن ہے اس لئے کہ بندے میں یہ وسعت اور استطاعت نابود ہے کہ وہ اپنے رب سے ایسا ڈرے کہ اس کے اوپر اس سے ڈرنے کا کوئی مقام متصور نہ ہو یا کہا جائے کہ اس نے تقویٰ کا حق ادا کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کوئی بھی بندہ اللہ کی عبادت اور بندگی کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ اگرچہ وہ کتنی عبادت کرے اور اس کے لئے ہزاروں صعوبتیں اور تکلیفیں اٹھائے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی عزت و شان اتنی بلند اور اونچی ہے کہ وہاں تک مرغ وہم و گمان کے بھی پر جلتے ہیں۔

اس آیت کے نزول کے بعد صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ ہم میں کون ہے جو اس کے تقویٰ کا حق ادا کرے اور قرآن میں اللہ ہم کو اس کا حکم دے رہا ہے اس صورت میں تو ہم حق تقویٰ بجا نہ لانے کی صورت میں گنہگار رہیں گے۔ صحابہ کرام کے عجز کو دیکھ کر اللہ نے اس کو منسوخ فرمایا اور ایک دوسری آیت نازل فرمائی جس میں کہا گیا کہ تم تقویٰ اختیار کرو جہاں تک تمہارا امکان اور مقدور ہے۔ قرآن پاک کے آغاز میں تقویٰ سے آشنا کرتے ہوئے فرمایا کہ قرآن متقین کے لئے ہدایت ہے یعنی اس سے وہی متمتع اور منتفع ہو سکتے ہیں۔ اور پھر ایک سہل الحصول تفسیر یہ فرمائی کہ متقین

وہ ہیں جن کا غیب پر ایمان ہے اور پنجگانہ نماز قائم کرتے ہیں اور اللہ کے دیئے ہوئے مال سے اُس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ ایمان کی تکمیل تقویٰ ہی سے ہوتی ہے اور یہ نورانی درخت تقویٰ کے پانی ہی سے نشو و نما پاتا اور بڑھتا ہے اور بار آور ہوتا ہے۔ اور جس میں تقویٰ کی صفت ہے وہی مسلمان کام کا مسلمان ہے ورنہ نام نہاد مسلمان ہے۔ قرآن میں ایک مقام پر یہ بتایا گیا ہے کہ اعمال کی قبولیت متقین ہی سے ہوتی ہے اور وہ جو کام کرتے ہیں نیت اور خلوص سے کرتے ہیں۔ اور جو صفت تقویٰ سے عاری ہے اس کے اکثر اعمال ریا و سمعہ ایسی آفات و بلا کا شکار ہو کر کالعدم ہو جاتے ہیں۔ قرآن میں کئی آیات میں متقین کی تعبیر مومنین سے کی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ متقین ہی مومنین ہیں۔ صوفیاء کرام اور اہل تصوف (طریقت) اور فن کارانِ شریعت اور رازدارانِ سُنّت و کتاب نے اپنے ذوق اور علمی استعداد کے مطابق جو تقویٰ کی مختلف تعریفیں اور تعبیریں کی ہیں ہم ان کو ذیل میں درج کرتے ہیں:

تقویٰ کے معانی اور اس کی تعبیرات

المتقی اسم فاعل من وقاہ فاتقی والتقویٰ جعل النفس فی وقایۃ مما یخاف (خازن)

متقی وقاہ فاتقی سے اسم فاعل ہے اور تقویٰ آدمی کا اپنے نفس کو ہر اس چیز سے حفاظت میں کرنا ہے جو خوفناک ہے۔ شریعت میں اپنے آپ کو گناہوں سے بچانے کا نام تقویٰ ہے اور یہ بات محظور (ممنوع) اور بعض مباحات کی ترک سے حاصل ہوتی ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ متقی وہ ہے جو شرک اور کبائر اور فواحش سے بچتا ہے۔ بعض نے کہا جو اپنے نفس کو کسی سے بھی بہتر نہیں دیکھتا۔ بعض نے کہا کہ جس چیز کو اللہ نے حرام کیا اس کے چھوڑنے اور اس کے فرائض کے ادا کرنے کا نام تقویٰ ہے۔ اور کسی نے کہا تقویٰ یہ ہے کہ آدمی گناہ پر اصرار نہ کرے اور طاعت پر غرور نہ کرے اور بعض نے کہا تقویٰ یہ ہے کہ تیرا مولیٰ تجھ کو وہاں نہ دیکھے جہاں سے اس نے تجھ کو منع کیا ہے۔ اور بعض نے اس کی تفسیر حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اصحاب کی اقتدا سے کی ہے۔ اور کسی نے کہا متقی وہ ہے جو ان چیزوں کو بھی ترک کر دیتا ہے جن میں کوئی مضائقہ نہیں اس خوف سے کہ کہیں وہ ان چیزوں میں مبتلا نہ ہو جائے جن میں مضائقہ ہے (خازن)

عبدالکریم قیشری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں کئی صوفیاء کرام کے حوالہ سے تقویٰ کی یہ حقیقت بیان کی ہے کہ تقویٰ ہر امر کی اصل اور جڑ ہے یعنی دین کا ہر امر تقویٰ ہی سے نشو و نما پاتا اور بڑھتا ہے۔ تقویٰ تمام نیکیوں کا سرچشمہ ہے۔ تقویٰ کی حقیقت اللہ تعالیٰ کی طاعت سے اس کے عذاب سے محفوظ ہونا ہے۔ تقویٰ کا پہلا نمبر

شرک سے بچنا ہے کہ کوئی آدمی قولاً و فعلاً شرک نہ کرے اور اس کے بعد اس کا دوسرا نمبر تمام معاصی اور سیئات سے احتراز کرنا اور پھر تیسرا نمبر شبہات سے بچنا پھر اس کے بعد ہر لغو اور لایعنی چیز سے اجتناب کرنا ہے۔ دنیا کی بنیاد بلاؤں پر ہے اور آخرت کی اساس تقویٰ اور پرہیز گاری پر ہے۔ تقویٰ وہ ہے جو ہر ماسوا اللہ سے الگ ہو جائے۔ جو چاہتا ہے کہ اپنے ہیں تقویٰ کو صحیح کرے اس کو چاہیئے کہ تمام گناہ ترک کر دے۔ تقویٰ ہر اس چیز سے دُوری کا نام ہے جو رب تعالیٰ سے دور کرنے کا باعث ہے۔ تقویٰ کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن ظاہر حدود و شرع کی محافظت اور باطن نیت و اخلاص ہے۔

ابن سیرین نے گھی کے چالیس مٹکے خریدے۔ ان کے غلام نے ایک مٹکے سے مرا ہوا چوہا نکالا۔ حاضر خدمت ہو کر عرض کی کہ حضور جو گھی کے برتن ہیں ان میں سے ایک سے چوہا نکلا ہے۔ آپ نے فرمایا کس برتن سے نکلا ہے۔ اس نے کہا یہ مجھے یاد نہیں رہا آپ نے گھی کے وہ تمام مٹکے زمین پر بہا دیئے۔

بایزید رحمۃ اللہ علیہ نے ہمدان سے حب القرطم کو خریدا اور بسطام آئے۔ یہاں آ کر معلوم ہوا کہ اس میں دو چیونٹے ہیں آپ نے ان کو لیا اور ہمدان ان کو چھوڑنے کے لئے آئے کہ میں نے ان کو وطن سے جُدا کیا ہے اس وجہ سے ان کا دل پریشان ہو گا۔ ان کے تقویٰ کا ایک یہ بھی واقعہ ہے کہ انہوں نے اپنی قمیص دھوئی۔ خادم کو فرمایا کہ اس کو دھوپ میں ڈالو تاکہ خشک ہو جائے۔ غلام نے کہا بہت اچھا۔ بایزید نے کہا پہلے یہ بتاؤ کہ اس کو کہاں ڈالو گے غلام نے کہا اس مکان کی دیوار پر۔ آپ نے فرمایا نہیں جب تک صاحب مکان اجازت نہ دے۔ پھر اس نے کہا درخت پر۔ آپ نے فرمایا نہیں اس لئے کہ اس کی ٹہنیاں ٹوٹ جانے کا اندیشہ ہے۔ غلام نے کہا گھاس پر آپ نے فرمایا نہیں اس لئے کہ یہ مویشیوں کا چارہ ہے اور وہ اس کے چرنے سے محروم ہو جائیں گے۔ غلام نے حیران ہو کر عرض کی کہ پھر آپ ہی فرمائیں کہاں ڈالوں۔ آپ نے فرمایا میں دھوپ کی طرف پیٹھ پھیر کر کھڑا ہوتا ہوں اور تو اس کو میری پیٹھ پر ڈال دے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس آدمی کی دیوار کے سایہ میں نہیں بیٹھا کرتے تھے جس کو آپ نے قرض دیا ہوتا۔ آپ نے فرمایا جو قرض کسی نفع کا موجب ہو وہ سود ہے۔ عتبۃ الغلام کو سردیوں میں جب کہ سخت جاڑا پڑ رہا تھا پسینہ سے شرابور دیکھا۔ اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا یہ وہ جگہ ہے کہ یہاں کبھی مجھ سے گناہ کا صدور ہوا تھا۔ گناہ یہ تھا کہ ان کے مہمانوں نے ہمسایہ کی اجازت کے بغیر اس کی دیوار سے مٹی لے کر ہاتھ دھوئے تھے۔

مدیر مسئول

ماہِ رمضان اور روزہ

روزہ جس کو عربی زبان میں صوم یا صیام کہا گیا ہے اسلام کا تیسرا عظیم الشان رکن ہے جو ہر عاقل و بالغ مسلمان پر فرض ہے۔ اس کی فرضیت قرآن پاک کی آیت فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ سے ہے۔ پس تم میں سے اپنی عمر میں جس نے وہ مہینہ جس کا اس سے پہلے ذکر ہوا وہ رمضان ہے پایا اس پر لازم ہے کہ اس کا روزہ رکھے۔ اور آیتہ یا ایھا الذین اٰمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون سے ہے۔ اے ایمان والو روزہ تم پر فرض کیا گیا ہے جیسے تم سے پہلی اُمتوں پر فرض کئے گئے۔ شائد تم اس کی پابندی اور ادائیگی سے متقی ہو جاؤ۔ ماہ رمضان کا روزہ ۲ھ میں فرض ہوا۔ اس سے قبل یوم عاشورہ کا روزہ فرض تھا۔ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام رکھتے اور اپنے اصحاب کو بھی فرماتے کہ وہ عاشورہ کا روزہ رکھیں۔ جب رمضان المبارک کا روزہ رب العالمین نے امتِ محمدیہ پر فرض کیا تو عاشورہ کے روزہ کی فرضیت منسوخ اور ساقط ہو گئی۔ لیکن اس کا جواز و مذہب اب بھی باقی ہے جس کا جی چاہے ثواب کی نیت سے رکھے جس کا جی نہ چاہے نہ رکھے اس پر گرفت نہیں۔ قرآن کی آیات سے جہاں روزہ کا ذکر ہے معلوم ہوتا ہے کہ ابتداء میں روزہ کی صورت یہ تھی کہ غروب آفتاب کے بعد اس کو افطار کرنے کے بعد سونے تک یا عشاء کی نماز پڑھنے تک کھانے پینے اور دیگر مفطرات کو عمل میں لانے کی اجازت نہیں تھی۔ ان دونوں حالتوں کے بعد اگلے دن کی شام تک کھانا پینا ممنوع اور حرام تھا۔ سحری کا طعام کھانے کی بھی مشروعیت نہیں تھی۔

ایک رات حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد اپنی بیوی کے پاس چلے گئے۔ اس کے بعد رونے لگے اور پھر سرکار دوعالم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ حضور آپ میرا گناہ بخشوا دیجئے۔ میں نے رات کو جب اپنی بیوی کی خوشبو پائی تو میں اس کے قریب چلا گیا۔ آپ نے فرمایا اے عمر تیرے لئے یہ لائق نہیں تھا۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں اور بھی بہت سے لوگ کھڑے ہو کر عرض کرنے لگے۔ حضور جو کام عمر سے سرزد ہوا وہی ہم سے ہوا۔ اللہ تعالےٰ نے رحم فرمایا رات کو روزہ رکھنے کی پابندی اٹھا دی اور فرمایا اُحِلّ لکم لیلۃ الصیام الرفث

الی نسائکم - تمہارے لئے روزے کی رات کو عورتوں کے پاس جانا حلال کر دیا گیا ہے۔ ھن لباس لکم وانتم لباس لھن تم ان کا پردہ ہو اور وہ تمہارا پردہ ہیں - علم اللہ انکم کنتم تختانون انفسکم - اللہ نے جان لیا کہ تم اپنے نفسوں سے خیانت کرتے تھے - یعنی ان کو بیویوں کی مجامعت و مقاربت سے نہیں روکتے تھے۔ فتاب علیکم وعفا عنکم پس اس نے اپنی رحمت و شفقت کے ساتھ تمہاری طرف رجوع کیا اور تمہاری خطا کو معاف فرمایا - فالآن باشروھن و ابتغوا ما کتب اللہ لکم وکلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر پس اب ان سے مباشرت کرو اور جو اولاد اللہ نے تمہارے لئے مقدر کی ہے اس کو ڈھونڈو اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ تمہارے لئے صبح صادق کا سپیدہ رات کی سیاہی سے الگ ہو جائے۔ اس سے ثابت ہوا شام کو افطار کرنے کے بعد صبح صادق کے طلوع تک کھانے پینے اور مباشرت کی ساری اُمت کو اجازت ہو گئی - اور صبح صادق کے طلوع سے غروب آفتاب تک روزہ کا تعین آیۃ ثم اتموا الصیام الی اللیل سے ہوا کہ تم رات تک روزہ پورا کرو۔ یعنی جونہی سورج غروب ہو روزہ افطار کرو۔

روزہ کا فلسفہ اور اس کی حکمت

یہ بات سب پر واضح اور روشن ہے کہ تمام برائیوں کا صدور نفس امارہ کی وجہ سے ہوتا ہے اور نفس کی قوت اور اس کا غلبہ کھانے پینے اور اس کی جملہ شہوات کو پورا کرنے سے ہوتا ہے - جب اس کو تمام قیود و سلاسل سے آزاد اور کھلا چھوڑ دیا جائے تو پھر یہ انسان کو برائیوں پر ابھارتا ہے اور انسان اس کا غلام اور بندۂ بے دام ہو کر رہ جاتا ہے - پھر اس کے نفس میں جو آتا ہے وہ کرتا ہے - خواہ اس کا انجام اور نتیجہ کچھ ہی کیوں نہ ہو - اللہ تعالے نے چاہا کہ بندوں پر ایسا عمل فرض کیا جائے جس سے ان کے نفس کا قہر اور غلبہ کم ہو اور برائیوں سے اجتناب کریں اور اپنی عقل کو اپنے نفس پر غالب کریں اور اپنے خالق کے فرمانبردار بندے ہو جائیں وہ عمل روزہ ہے - اس سے نفس کی حدت اور اس کی شدت کمزور اور اس کی گرفت ڈھیلی پڑ جاتی ہے - اور بندے کی عقل اس کی قوت ارادی پر ایسی غالب آتی ہے کہ کیا مجال کہ وہ روزے کے تقاضا کے خلاف انسان کو اُبھارے - یہی وجہ ہے کہ قرآن پاک میں روزے کی فرضیت کی علت غایۃ تقویٰ اور پرہیزگاری فرمائی - جیسا کہ صاحب تفسیر حقانی نے البیان فی علوم القرآن میں لکھا - روزہ بھی روح کی نورانیت زیادہ کرتا ہے - اگلے انبیاء حضرت عیسیٰؑ، موسیٰؑ، ابراہیم علیہم السلام بھی روزہ رکھا کرتے تھے روزہ یہ ہے کہ صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور عورت سے جماع کرنے سے باز رہے اور کمال روزہ یہ ہے کہ جملہ گناہوں سے بھی محفوظ رہے بلکہ اہل طریقت کے نزدیک دل کو بھی غیر اللہ کے خطرات سے محفوظ رکھے

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ نفس کو اس کی خواہشوں سے روکنا روح میں نورانیت پیدا کرتا ہے اور جو اپنے نفس کو خواہشوں سے روکنے پر قادر نہیں وہ جملہ کمالات انسانیہ سے محروم ہے۔ دنیا کا بھی وہ مشقتیں برداشت نہیں کر سکتا جس سے وہ دنیا کی ترقی سے بھی ہمیشہ محروم رہا کرتا ہے۔ دنیا میں جو قومیں بلند ہو کر نیچے گری ہیں ان کو نفسانی خواہشوں کی تابعداری نے گرایا ہے (انتہی ص ۳۲)

صوم کے معنی بند رہنے اور رک جانے کے ہیں۔ روزہ کی حقیقت چونکہ نفس کو کھانے پینے اور عورت سے بند رکھنے اور اس سے روکنے کے ہیں۔ اس لئے عربی میں اس کو صوم کہا گیا۔ روزہ صرف یہی نہیں کہ آدمی فجر سے لے کر شام تک کھانے پینے اور عورت سے دور رہے بلکہ اس کی حقیقت میں یہ بھی ہے کہ وہ اپنے تمام اعضاء کو گناہوں سے روکے۔ کانوں سے نامشروع آواز نہ سنے۔ آنکھوں سے نامحرم عورتوں اور ہر چیز کو جس کا دیکھنا حرام ہے نہ دیکھے۔ زبان کو جھوٹ، غیبت اور چغلی دشنام اور مسخری سے روکے۔ ہاتھوں سے کوئی برا کام نہ کرے۔ اور پاؤں سے بری مجالس میں چل کر نہ جائے۔ تصوف کی کتابوں میں لکھا ہے روزہ تین طرح پر ہے۔ عوام کا روزہ اور وہ یہ ہے جس کا ذکر اوپر ہوا۔ خواص کا روزہ اور وہ یہ ہے کہ تمام گناہوں کو ترک کرے۔ اخص الخواص کا روزہ اور وہ یہ ہے کہ ہر ماسوی اللہ سے منہ موڑے۔

روزے کے فضائل } حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب رمضان آتا ہے تو آسمانوں کے ایک روایت میں رحمت کے ایک روایت میں جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کئے جاتے ہیں اور سرکش شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے یا ان کو قید میں ڈالا جاتا ہے۔ جو کوئی رمضان کا ثواب کی نیت سے روزہ رکھے اس کے تمام اگلے گناہ بخشے جاتے ہیں۔ اسی طرح جس نے رمضان کی رات کو قیام کیا اس کے بھی تمام اگلے گناہ بخشے جاتے ہیں۔ جنت کے آٹھ دروازے ہیں ان میں ایک دروازے کا نام ریان ہے اس میں سے سوائے روزہ داروں کے کوئی داخل نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بنی آدم کو اس کی تمام نیکیوں کی جزا فرشتوں سے دلائی جائے گی کہ وہ ہر ایک نیکی کی جزا اس جیسی دس یا سات سو نیکی کے برابر دیں سوائے روزہ کے کہ روزہ میرے لئے ہے اس کی جزا میں خود دوں گا۔ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے اچھی ہے۔ روزے دار کے لئے دو خوشیاں ہیں۔ ایک روزہ افطار کرنے کے وقت دوسری اس وقت ہوگی جب وہ رب کی ملاقات کرے گا۔ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شعبان میں خطبہ دیا اس میں فرمایا عظیم مہینہ آ رہا ہے مبارک مہینہ آ رہا ہے اس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں کی راتوں سے افضل ہے اس کا روزہ فرض ہے اور اس کا قیام تطوع ہے۔ جو کوئی

اس میں کوئی سی بھی نیکی کرے وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے اس کے غیر میں فرض ادا کیا اور جس نے اس میں فرض ادا کیا وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے اس کے غیر میں ستر فرض ادا کئے وہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کی جزا جنت ہے۔ وہ ہمدردی کا مہینہ ہے اس مہینہ میں مومن کا رزق زیادہ کیا جاتا ہے جو کوئی اس میں روزہ دار کا روزہ افطار کرے اس کے گناہوں کی مغفرت ہو جاتی ہے اور اس کی گردن نار سے خلاصی پاتی ہے اور اس کے لئے روزہ دار کے روزہ کے برابر ثواب ہے بغیر اس کے کہ اس کے روزہ سے کچھ کم کیا جائے۔ راوی کہتا ہے ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ہم میں ہر کوئی روزہ افطار کروانے کی قدرت نہیں رکھتا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس کو بھی دیتا ہے جو پانی ملے دودھ کے ایک گھونٹ یا کھجور یا پانی کے ایک گھونٹ سے روزہ افطار کروائے اور جس نے روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھلایا پلایا اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض سے پلائے گا کہ پھر وہ کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔ یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہو۔ وہ مہینہ ایسا ہے کہ اس کا اول رحمت اور اس کا وسط مغفرت اور اس کا آخر عتق من النار ہے۔ اس مہینہ میں جو کوئی اپنے مملوک یا اپنے خادم کو سخت کام نہ کہے اللہ تعالیٰ اس کو بخش دیتا ہے اور اس کو دوزخ کی آگ سے خلاصی دیتا ہے۔ قیامت کے دن قرآن اور رمضان اپنے صاحب کی شفاعت کریں گے۔ قرآن کہے گا کہ اس نے مجھ کو رات کو پڑھا اور میرے لئے بیدار رہا اس کو بخش دے۔ رمضان کہے گا یہ دن کو میرے لئے بھوکا رہا، پیاسا رہا اس کو بخش دے۔ اللہ ان دونوں کی شفاعت قبول کر کے اس کو بخش دے گا۔ جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو پکارنے والا پکارتا ہے اے طالب خیر آ اور خیر کر۔ اور اے طالب شر اپنا ہاتھ شر اور بدی سے چھوڑ کر۔ روزے کی حالت میں گالی اور غیبت اور چغلی اور ہنسی مذاق سے کنارہ کش رہنا چاہئیے۔ زیادہ وقت نیک کاموں میں گزارنا چاہئیے۔ قرآن پاک کی تلاوت بہت کرنا چاہئیے اس لئے کہ رمضان قرآن کے لئے اس کی سالگرہ کا مہینہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر بیت العزت میں اسی مہینہ میں قرآن پاک اتارا تھا۔ اور پھر وہاں سے حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تھوڑا تھوڑا نازل ہوتا رہا یہاں تک کہ پورے تئیس برس میں اس کا نزول پورا ہوا۔

قیام لیل قیام لیل سے مراد رات کو مساجد میں باجماعت نماز تراویح پڑھنا ہے۔ اس کا وقت عشاء کی نماز کے بعد ہے۔ ہم حنفیوں کے نزدیک بیس رکعات ہیں۔ جماعت کے ساتھ اس کا ادا کرنا سنت کفایہ ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اس نماز میں حفاظ کی زبان سے تین بار قرآن ختم کرایا جائے اور سنا جائے۔ نہیں تو دو بار۔ نہیں تو ایک بار۔ قوم کی غفلت اور سستی سے ترک نہ کیا جائے۔ ہر چہار رکعت کے بعد برائے استراحت اتنا بیٹھیں جتنی دیر میں چار رکعت پڑھی ہیں۔ بہتر ہے کہ خاموش بیٹھنے کی بجائے تسبیح یا درود شریف پڑھے۔ رمضان کے مہینہ میں نماز وتر بھی باجماعت پڑھنے کا حکم ہے۔ اگر کسی نے فرض جماعت سے نہیں پڑھے وہ بھی وتر جماعت سے پڑھے یہ روایت دوسری روایت سے جس میں آیا ہے کہ وہ وتر تنہا پڑھے اولیٰ اور مرجح ہے۔

اعتکاف

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سال عشرۂ اوّل میں اعتکاف کیا اور دوسرے سال دوسرے عشرہ میں اور تیسرے سال آخری عشرہ میں اعتکاف کیا اور پھر ہمیشہ آخری عشرہ میں اعتکاف کرتے رہے۔ آپ نے فرمایا میں نے لیلۃ القدر کو عشرہ اوّل میں تلاش کیا نہ پایا، پھر دوسرے میں تلاش کیا نہ پایا۔ پھر مجھے کہا گیا کہ وہ آخری عشرہ میں ہے جو کوئی میرے ساتھ اعتکاف کرنا چاہتا ہے اس کو چاہیئے کہ وہ آخری عشرہ میں اعتکاف کرے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جس قدر آخری عشرہ میں عبادت میں کوشش کرتے تھے اس کے غیر میں نہیں کرتے تھے۔

اعتکاف کا شرعی حکم

اعتکاف مسجد میں کرنے کا حکم ہے۔ جامع مسجد کا ہونا بہتر ہے اکیسویں شب کو سورج غروب ہونے سے قبل اعتکاف کی نیت سے مسجد میں آجائے۔ ساری مسجد اس کا معتکف ہے۔ مسجد کی حدود سے سوائے بول و براز اور جمعہ کی نماز پڑھنے کے (اگر جامع مسجد میں اعتکاف نہیں کیا تو) باہر نکلنا منع ہے۔ اگر نکلے گا تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔ مسجد میں کوئی ایک جگہ مخصوص کرنا واجب نہیں ہاں یکسوئی اور جمعیت قلب کے لئے ایک جانب کوئی جگہ بنالے تو جائز ہے۔ اعتکاف میں کلام کرنا بشرطیکہ نیک ہو منع نہیں۔ اعتکاف والے کو کھانا پینا اور سونا مسجد میں جائز ہے۔ اس کو اپنی اور اہل وعیال کی حاجت کے لئے کچھ خریدنا یا بیچنا پڑے تو سامان مسجد میں حاضر کئے بغیر جائز ہے۔ معتکف کو چاہیئے کہ فضول اور لغو باتوں سے پرہیز کرے اور باجماعت نماز پڑھنے کا شدت سے اہتمام کرے۔ جب عید الفطر کا چاند ہو جائے تو اپنے معتکف سے باہر آئے۔

لیلۃ القدر

اللہ تعالیٰ نے فرمایا بیشک ہم نے قرآن کو لیلۃ القدر میں اتارا۔ اے محبوب آپ کو کس نے بتایا کہ لیلۃ القدر کیا ہے۔ لیلۃ القدر ہزار مہینوں کی راتوں سے بہتر ہے اس میں اپنے رب کے اذن سے ملائکہ اور روح کا نزول ہوتا ہے۔ ہر نیک اور بد امر کے ساتھ اللہ کے دوستوں پر سلام ہے یہاں تک کہ فجر کا طلوع ہو۔ لیلۃ القدر کا معنی عزت اور قدر کی رات کے ہیں۔ اس رات کو اللہ نے یہ قدر دی کہ اس میں قرآن کو نازل فرمایا اور اس میں اللہ کے ذی شان ملائکۂ رحمت نازل ہوتے ہیں۔ ان کی قیادت اور امامت حضرت جبرئیل علیہ السلام کرتے ہیں۔ ملائکہ کے ساتھ روح بھی اترتی ہے۔ مفسرین نے کہا کہ روح ایک مخلوق ہے کہ اس کو فرشتے بھی نہیں دیکھ سکتے مگر لیلۃ القدر میں۔ اور بعض نے کہا روح سے مراد جبرئیل علیہ السلام ہیں۔ اس رات آئندہ سال کی اس رات تک قضا وقدر کے تمام خیر و شر امور ملائکہ پر عیاں ہو جاتے ہیں اور حوادث کو ظہور پر ان کو متوکل کیا جاتا ہے۔ اس رات ملائکہ جمیع مومنین کو جو عبادت میں مشغول اور ذکر و فکر میں لگے ہوتے ہیں سلام کہتے ہیں اور بعض مومنین سے جدا ولیا کے زمرہ سے ہیں مصافحہ بھی کرتے ہیں۔

لیلۃ القدر کی رات کی عبادت اس کے ماسوا ہزار مہینوں کی راتوں کی عبادت سے اجر و ثواب میں افضل اور بہتر ہے اس سورۃ کی شان یہ ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک بادشاہ تھا۔ اس کے زمانہ کے رسول نے اس کو کہا کہ تو مجھ سے سوال کر تو جو مانگے گا تجھے عطا کیا جائے گا۔ وہ بادشاہ بڑا عابد و زاہد اور اپنے زمانہ کے نیکو ترین بندوں سے تھا۔ اس نے دعا کی۔ اے میرے رب مجھے ایک ہزار بیٹا عطا کر کہ وہ مجاہد اور غازی ہوں۔ اللہ نے اس کو ہزار بیٹا عطا کیا۔ جب وہ جوان ہوئے قرآن میں سے ایک کو ہر ماہ جہاد کے لئے بھیجتا تھا یہاں تک کہ ہزار مہینہ کی مدت میں اس کا ہزار بیٹا دین کے کام آیا۔ آخر اس نے خود ہتھیار پہنے اور جہاد کے لئے گیا اور شہید ہو گیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل میں اس قصہ کے پیش نظر اپنی امت میں ثواب کی کمی کا شعور اور احساس پیدا ہوا کہ میری امت کی عمریں کم ہیں یہ اس بادشاہ کے برابر ثواب کس طرح حاصل کر سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو تسکین دینے کے لئے آپ پر یہ سورۃ نازل فرما کر آپ کی اُمت کو لیلۃ القدر عطا فرمائی کہ جو کوئی آپ کی اُمت سے اس رات کو زندہ رکھے گا اس کو ثواب ہزار مہینوں کی راتوں سے بھی زیادہ دوں گا۔

لیلۃ القدر کونسی رات ہے؟ اس میں بہت اختلاف ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ رات تمام سال میں گھومتی رہتی ہے کسی سال ایک مہینہ میں اور دوسرے سال دوسرے مہینہ میں۔ لیکن یہ قول تسلیم نہیں کیا گیا۔ بعض نے کہا کہ یہ رات رمضان کی ساری راتوں میں گھومتی ہے۔ کسی سال ایک رات میں اور دوسرے سال کسی دوسری رات میں۔ اس کو بھی رد کیا گیا ہے اس لئے کہ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تم اس رات کو رمضان کے آخری عشرہ میں اس کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ اس لئے لیلۃ القدر ان راتوں میں سے کوئی ایک رات ہے۔ اکیسویں تیئسویں، پچیسویں، ستائیسویں۔ انتیسویں۔ ہمارے امام صاحب اور مشہور علماء کا گمان ہے کہ وہ رمضان کی ستائیسویں شب ہے اس لئے کہ سورۃ میں لیلۃ القدر کا لفظ جس کے حروف نو ۹ ہیں تین بار آیا ہے اور اگر نو کو تین سے ضرب دیں تو ستائیس جواب آتا ہے۔ اسی طرح ایک دلیل یہ ہے کہ اس سورہ کے آخر میں لفظ ھی آیا ہے اور ھی ضمیر غائب کی ہے اور اس کا مرجع لیلۃ القدر ہے اور یہ سورۃ کا ستائیسواں کلمہ ہے اس میں اشارہ ہے کہ لیلۃ القدر ستائیسویں شب ہے۔

اس رات کو کیا کرنا چاہیئے؟ اس رات حسب استطاعت فقراء و مساکین پر صدقہ خیرات کریں اہل قبور کیلئے قبرستان میں جا کر دعائے مغفرت کریں۔ احباب اور بزرگوں کو کھانا کھلائیں اور نوافل پڑھیں۔ قرآن شریف کی تلاوت کریں، ذکر کریں درود شریف پڑھیں سابقہ گناہوں سے توبہ کریں۔ استغفار پڑھیں کسی سے لڑائی جھگڑا نہ کریں جس سے ناراضگی ہے اس کو راضی کریں۔ قصور وار ہونے کی صورت میں معافی مانگے۔ گانا بجانا نہ کریں۔ اس کے سننے سے بھی پرہیز کریں۔ ماں باپ اور استاد اور شیخ اور عالم اگر ناراض ہوں تو ان کو راضی کریں۔

حضرت الحاج مولانا شاہ
عبدالمسجود وجود القادری صاحب

نعت شریف

روضہ کے تصور میں ہیں ہم جھوم رہے ہیں — ہے سامنے گلزارِ ارم جھوم رہے ہیں

پھرنے لگے آنکھوں میں در و بام مدینہ — نظروں میں وہ مینارِ حرم جھوم رہے ہیں
بیخود کئے دیتے ہیں تصور میں نظارے — دربارِ رسالت کی قسم جھوم رہے ہیں

حاضر ہیں سلامی کے لئے سر کو جھکائے — خدامِ شہنشاہِ عجم جھوم رہے ہیں
اک کشمکش خاص سی ہے دیدہ و دل میں — پُر کیف ہے با دیدۂ نم جھوم رہے ہیں

کیا آج گلے ملنے لگے وصل جدائی — کیا بات ہے جو شادی و غم جھوم رہے ہیں
اے ختمِ رسل آپ کی دے دے کے گواہی — کعبہ میں بھی پتھر کے صنم جھوم رہے ہیں

ہے جب سے سرِ عرش لکھا نام مبارک — خود عرشِ علیٰ لوح و قلم جھوم رہے ہیں
صہبائے محبت جو نگاہوں سے پلائے — اس ساقیٔ کوثر کی قسم جھوم رہے ہیں

مسرور سے مسرور ہیں عاصی سرِ محشر — پا کر ترا دامانِ کرم جھوم رہے ہیں

قرباں ہے وجود ایسے تصور پہ دل و جاں
جس پر یہ دل و جاں ہم جھوم رہے ہیں

مترجم مدیر مسئول

(مسلسل)

المجالس السنیہ

فصل لا اِلٰہ اِلّا اللہ اور اس کے بعض فضائل میں

اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اس کا اعتقاد رکھیں یعنی دل سے اس کے مفہوم اور معنی کا یقین کریں اور اس کو دل میں اچھی طرح بٹھائیں اور اپنی زبان سے بھی لا اِلٰہ اِلّا اللہ کہیں جیسا کہ اللہ نے فرمایا "جان تو بے شک نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے" اور عرب کے مشرکین کی مذمت میں فرمایا انہم کانوا اذا قیل لھم لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ یستکبرون۔ بے شک انہیں جب کہا جاتا ہے کہ نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے تو وہ تکبر کرتے ہیں یعنی ایمان نہیں لاتے حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے چچا ابو طالب کو فرمایا تھا کہ تو لا الہ الا اللہ کہہ میں قیامت کے دن تیرے مومن ہونے کی گواہی دوں گا۔ اس نے کہا کہ اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ قریش میرے مرنے کے بعد مجھ کو عار دلائیں گے یعنی کہیں گے کہ وہ بے دین ہو کر مرا ہے۔ تو میں یہ کلمہ پڑھ کر تیری آنکھوں کو ٹھنڈا کرتا یعنی تجھ کو مسرور اور خوش کرتا۔ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا وہ کلمۃ التقوٰی ہے۔ عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ راوی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا "نہیں کہتا اس کو کوئی بندہ دل سے حق جان کر مگر حرام کرتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ نار" حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں تمہیں بتاؤں کہ کلمۃ الاخلاص کیا ہے؟ حاضرین نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا وہ لا الہ اِلّا اللہ ہے جس کو محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے لازم پکڑا سہل تستری نے کہا کہ نہیں لا اِلٰہ اِلّا اللہ کا ثواب مگر اللہ کو دیکھنا (قیامت کے دن) جنت میں جانا تو اعمال کا ثواب ہے۔ کہا گیا ہے جب بو ذر کلمۃ التوحید (لا اِلٰہ اِلّا اللہ) کہتا ہے تو اس سے کفر کی سیاہی اور ظلمت دور ہو جاتی ہے اور اس کے دل میں توحید کا نور ثابت ہوتا ہے۔ جب مومن اس کو ایک دن میں ہزار بار کہتا ہے تو ہر بار اس سے جدا جدا معصیت اور گناہ دور ہوتا ہے۔ وہ افضل الذکر ہے جیسا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وہ عبادت کرنے والوں کا

ادب اور سالکین کا سہارا اور مسافروں کا سامان اور سابقین کا تحفہ اور جنت کی چابی اور علوم کی مفتاح ہے۔"

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جنت کے دروازے کھولے گا اور عرش کے نیچے سے کوئی فرشتہ پکارے گا۔ اے جنت تجھ میں کیا نعمتیں ہیں اور تو کس کے لئے ہے۔ جنت جواب دے گی کہ میں اس کے لئے ہوں جو لا الٰہ اِلّا اللہ پڑھنے والے اور اس پر یقین رکھنے والے ہیں۔ میں نہیں طالب مگر ان کی جو لا الٰہ اِلّا اللہ کے قائل ہیں۔ اور مجھ میں نہیں داخل ہوں گے مگر لا الٰہ اِلّا اللہ کہنے والے اور میں حرام ہوں ان پر جنہوں نے لا الٰہ اِلّا اللہ نہ کہا۔ اس وقت دوزخ کہے گا مجھ میں داخل نہیں ہوگا مگر جس نے انکار کیا لا الٰہ اِلّا اللہ کہنے سے۔ اور میں طلب نہیں کرتا مگر ان کو جنہوں نے لا الٰہ اِلّا اللہ کی تکذیب کی۔ اور میں حرام ہوں اس پر جس نے لا الٰہ اِلّا اللہ کہا۔ اور میں پُر نہیں ہوں گا مگر ان لوگوں سے جنہوں نے لا الٰہ اِلّا اللہ کہنے سے انکار کیا۔ اور نہیں ہے میرا غضب اور غصہ مگر ان پر جنہوں نے لا الٰہ اِلّا اللہ کو دل میں نہ بٹھایا۔ (پھر فرمایا) کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت آئے گی اور کہے گی میں ان لوگوں کے لئے ہوں جو لا الٰہ اِلّا اللہ کہنے والے ہیں۔ میں ان کی مددگار ہوں جنہوں نے لا الٰہ اِلّا اللہ پر یقین کیا۔ میری محبت ان سے ہے جو لا الٰہ اِلّا اللہ پڑھنے والے ہیں اور جنت لا الٰہ اِلّا اللہ کہنے والوں کے لئے مباح ہے اور نار ان پر حرام ہے اور کلمہ پڑھنے والوں کے لئے ان کے ہر گناہ سے مغفرت ہے۔ ان سے مغفرت اور رحمت روکی ہوئی نہیں۔

بعض نے کہا آیۃ کریمہ اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ (جب کہ سورج لپیٹا جائے گا اور ستارے بے نور ہو جائیں گے) میں حکمت یہ ہے کہ قیامت کے دن لا الٰہ اِلّا اللہ کا نور چمکے گا تو اس کے مقابلے میں شمس اور ستاروں کا نور ماند ہو کر رہ جائے گا۔ اس لئے کہ ان اجرام کے انوار مجازی اور عارضی ہیں اور اس کلمہ کا نور حقیقی اور اصلی اور ذاتی ہے اور مجاز حقیقت کے مقابلہ میں نیست و نابود ہو جاتا ہے۔ کئی روایات میں آیا ہے کہ جب مرد مومن لا الٰہ اِلّا اللہ کہتا ہے تو اللہ اس کو ثواب ہر کافر مرد اور ہر کافرہ عورت کی گنتی کے برابر عطا کرتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ جب اس نے یہ کلمہ پڑھا تو اس نے دنیا بھر کے کافر مردوں اور کافر عورتوں کا رد کیا۔ اس لئے وہ مستحق ہوا ان کی گنتی کے برابر ثواب پانے کا۔

کسی عالم سے پوچھنے والے نے سوال کیا و بئرٍ معطلۃٍ وقصرٍ مشید کا مطلب کیا ہے۔ عالم نے جواب دیا و بئر معطلۃ سے کافر کا دل مراد ہے کہ وہ لا الٰہ اِلّا اللہ سے خالی ہے اور قصر مشید سے مومن کا دل مراد ہے کہ اس کا دل کلمہ کی نورانیت اور برکت سے معمور اور آباد اور پُر رونق ہے۔ آیۃ کریمہ اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا کی تفسیر میں آیا ہے کہ قول سدید سے مراد کلمہ توحید ہے۔ (اس تفسیر کی بنا پر آیۃ کریمہ کا مطلب یہ ہوا کہ تم لا الٰہ اِلّا اللہ کہو۔ روایت ہے کہ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کہیں جا رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ تم لا الٰہ اِلّا اللہ کہو اور کامیاب ہو۔

سفیان بن عیینہ نے کہا کہ اللہ تعالےٰ نے اس سے بڑھ کر اپنے بندے کو کوئی نعمت نہیں دی کہ اس کو لاالٰہ الاّ اللہ کی اس نے پہچان کروادی۔ قیامت میں لاالٰہ الاّ اللہ لوگوں کے لئے اس طرح ہوگا جس طرح دنیا میں ان کے لئے پانی ہے۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس کلمہ کی لذت آخرت میں دنیا میں ٹھنڈے پانی کی لذت کے مشابہ ہوگی۔ مجاہد نے آیۃ کریمہ واسبغ علیکم نعمتہ ظاھرۃ وباطنۃ" کی تفسیر میں فرمایا کہ ظاہری اور باطنی نعمت سے مراد لاالٰہ الاّ اللہ کہنا ہے۔ فرمایا گیا ہے ہر نیک کلمہ کو فرشتہ لے کر اوپر چڑھتا ہے۔ مگر کلمہ توحید یہ اپنی قوت سے خود اوپر کو چڑھتا ہے۔ جیسے کہ اللہ نے فرمایا الیہ یصعد الکلم الطیب۔ اور اس کی طرف کلمہ طیب خود بخود چڑھتا ہے۔ اور وہ لاالٰہ الاّ اللہ ہے۔ عمل صالح فرشتہ اللہ تعالیٰ کے حضور اور اس کی بارگاہ عالی میں پیش کرتا ہے۔ حکایت کی گئی ہے کہ آخیر زمانہ میں کلمۂ توحید کا ہمسر اور ہم پلّہ کوئی بھی نیک عمل نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ اس زمانہ کے لوگوں کی نمازیں اور روزے ریا اور سمعہ سے خالی نہیں ہوں گے اور ان کے صدقات میں حرام کی آمیزش ہوگی اور ان کی کسی بھی چیز میں اخلاص اور للہیت نہیں ہوگی اور کلمۂ توحید اللہ کا ذکر ہے۔ جب مرد مومن ذکر کرتا ہے تو وہ صمیم قلب سے کرتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کلمۂ توحید میرا قلعہ ہے جو اس میں داخل ہوا اس نے میرے عذاب سے امن پایا۔ کہا جاتا ہے کہ لاالٰہ الاّ اللہ محمد رسول اللہ کے سات کلمے ہیں (لَآ۔ اِلٰہَ۔ اِلَّا۔ اللّٰہُ۔ مُحَمَّدٌ۔ رَسُوْلُ۔ اللّٰہِ) اور بندے کے سات اعضا ہیں اور دوزخ کے سات دروازے ہیں۔ ان سات کلموں سے ہر ایک کلمہ بندے کے ہر ایک عضو پر جہنم کا ایک ایک دروازہ بند کرنے میں کامل اثر رکھتا ہے۔ باقی باقی

مقبول پور ضلع لائل پور

مقبول پور ضلع لائل پور میں حسب روایات سابقہ بڑی دھوم دھام سے جناب الحاج پیر سید محمد طفیل شاہ صاحب کے زیر اہتمام و انصرام مورخہ ۶۔۷۔ اکتوبر بروز بدھ۔ جمعرات سالانہ عرس شریف منایا گیا۔ اطراف و اکناف کے عقیدت مندوں نے شرکت کی۔ بدھ کی رات کو جلسہ ہوا۔ نعت خوانی کے بعد حضرت علامہ الحاج مولنا پیر سید بشیر حسین شاہ صاحب نے تقریر دلپذیر فرمائی بعد ازاں راقم الحروف (غلام رسول گوہر) نے وعظ کیا۔ صبح قریباً ۱۰ بجے جلسہ شروع ہو کر ۲ بجے تک رہا۔ اس نشست میں حضرت مولانا الحاج علامہ صاحبزادہ پیر سید افضل حسین شاہ صاحب نے مدلل اور مؤثر وعظ فرمایا اور پیر سید محمد طفیل شاہ صاحب کے مریدین سے دو مریدوں کی دستار بندی کی اور صلوٰۃ و سلام کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

انوار الصوفیہ آپ کا جماعتی رسالہ ہے اس کی اشاعت و توسیع آپ کا اخلاقی و جماعتی فرض ہے۔

قسط ۲

القول الحق فی رویتہ الحق

بعض اخبار میں منقول ہے کہ اہل جنت جب جنت میں آئیں گے اور قرار پکڑیں گے تو عرش کے نیچے سے ایک ہوا چلے گی جس کا نام بادِ لطافت ہے۔ اس سے جنت کے درختوں کے پتے ہلیں گے اور ایک دوسرے سے گھسیں گے۔ اور ایک دل کش آواز پیدا ہوگی اور بہشت کے کنکروں سے بھی آواز آئے گی اور جنت کے حلقے متحرک ہوں گے۔ ایماندار اس سماع سے وجد و طرب میں آئیں گے اور اللہ تعالیٰ تمام حجابوں کو اٹھائے گا اور فرمائے گا ھا انا دبکم فانظروا الی سلام علیکم طبتم فادخلوھا خالدین۔ خبردار میں ہی تمہارا رب ہوں میری طرف دیکھو تم پر سلام ہے تم خوش ہو اور جنت میں داخل ہو اور ہمیشہ رہو۔

خواجہ ابو منصور ماتریدی رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ نے آیۃ کریمہ ان الذین قالو ربنا اللہ ثم استقاموا میں فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے بہشت اور اس کی تمام نعمتوں کو نزل فرمایا۔ نزل (مہمانی) بادشاہوں کے لئے نہیں ہوتی وہ آنے والوں کے لئے نزل بھیجتے ہیں تاکہ تھکاوٹ اتاریں اور سفر کی تکلیف سے آسودہ ہوں اور پھر بادشاہ کے حضور میں حاضر ہو کر اس کے دیدار کا شرف حاصل کریں۔ اگر بہشت میں اس سے اوپر کوئی نعمت نہ ہوتی تو آیت میں بہشت کو نزل نہ کہا جاتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بہشت اور اس کی تمام نعمتوں سے افضل اور اوپر کوئی نعمت ہے اور وہ رب تعالیٰ کا دیدار ہے۔

اللہ تعالےٰ نے فرمایا وسقاھم ربھم شرابا طھورا۔ اور ان کو پلائی شراب طہور ان کے رب نے۔ اس سے بھی ثابت ہوا کہ اہل جنت کو رب تعالیٰ کا دیدار ہوگا اس لئے کہ ان کو شراب پلانے کا فعل اللہ تعالےٰ نے اپنی ذات کی طرف منسوب کیا ہے اور جو پلانے والا ہوتا ہے وہ سامنے ہوتا ہے۔ نیز فرمایا سلام قولا من رب رحیم۔ سلام کہا جائے گا رب مہربان سے۔ سلام اللہ کی طرف سے سننے کی چیز ہے اور وہ خود دیکھنے کی یعنی اس کی ذات کو ایماندار دیکھیں گے اور اس کے سلام کو سنیں گے۔

فائدہ۔ تمام سلام قول ہوتے ہیں لیکن جب نامہ (چٹھی) میں ہو تو حکایت ہوتا ہے۔ اور جب قاصد کی زبان سے ہو

تو خبر ہوتا ہے۔ اور جب تو خدا سے سنے گا تو قول ہوگا۔ یعنی لے مومن تو قیامت کے دن نامہ اور قاصد کے توسط کے بغیر سلام مجھ سے سنے گا۔ پہلے تیرے لئے میرا دیکھنا ہوگا بعدازاں سلام سننا ہوگا۔

حسن بصری رحمتہ اللہ عنہ کا قول ہے کہ جنت میں اہل جنت کو جب اللہ تعالیٰ اپنے دیدار کرامت آثار سے نوازے گا تو اس کے جلال اور جمال کے مابین آٹھ لاکھ سال تک حیران سرگردان پڑے رہیں گے۔ جب جمال کو دیکھیں گے تو خوش ہوں گے اور جب جلال کو دیکھیں گے تو بیخود ہو جائیں گے۔ ہوش و حواس گنوا بیٹھیں گے اور نعمت ہائے جنت کی لذت کو بھول جائیں گے اور بجز ذات رب تعالیٰ کے کوئی چیز ان کے تصور اور خیال میں نہیں رہے گی۔ الحق غالبٌ علی الکلِ شئی۔ حق ہر چیز پر غالب ہے۔ صوفیائے کرام کے اس قول کا مطلب کہ مشاہدہ حصول لذت سے نہیں ہوگا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ اس سے لذت اٹھائی جائے۔ اس کے مشاہدہ کا مفہوم اور مطلب یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ سے فنا اور غیب ہو جائے۔ جب تک نفس اپنی صفات کے ساتھ قائم ہے تب تک اس کے لئے تالم[1] اور تلذذ قائم ہے۔ اور جب اپنی صفات سے غائب ہو جائے تو اس کے لئے تالم اور تلذذ کا احساس وشعور نہیں رہتا۔ اگرچہ فی نفسہٖ الم اور لذت کا وجود ہوتا ہے۔ وہ آدمی اپنی ذات کے اعتبار سے حاضر اور معنی کے اعتبار سے غائب ہے یا اپنے نفس کے اعتبار سے حاضر اور اس کے صفات کے اعتبار سے غائب ہے۔ جب کسی شخص سے اس کے معانی غائب اور اس کے صفات فانی ہوں تو اس کا حضرت غیبت میں اس کا وجود عدم میں اس کا بقا فنا میں مبدل ہوگیا۔ اس حقیقت کی مثال اور اس کا مشابہ یوسف علیہ السلام کی احباۃ یعنی مصر کی عورتیں ہیں جنہوں نے یوسف علیہ السلام کو ایک جھلک دیکھنا چاہا۔ اس کے لئے انہوں نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ زلیخا کو یوسف کی محبت میں ملامت کرنا شروع کی اور اس کو بدنام کرنے کی کوشش کی۔ اس لئے کہ اگر وہ اس کی محبت میں جھوٹی ہے تو انکار کرے گی اور اس سے نفرت اور بیزاری کا اظہار کرے گی۔ اور اگر سچی ہے تو ہماری ان تمام باتوں کو سن کر بھی اس کی محبت کا اقرار کرے گی اور ہماری ملامت کی زبان کو بند کرنے کے لئے اپنا محبوب ہم کو دکھائے گی۔ جب زنان مصر کی باتیں زلیخا نے سنیں تو ان کو گھر آنے کی دعوت دی اور ان کے لئے مہمانی کا سازوسامان خوب اچھی طرح مہیا کیا اور یوسف علیہ السلام کو گھر کے ایک کونہ میں چھپا دیا اور ایک تھال نارنگیوں کا بھر کر ان کے آگے رکھا اور کاٹنے کے لئے چھریاں بھی رکھ دیں اور کہا کھاؤ۔ جب وہ نارنگیوں کو کاٹنے لگیں تو زلیخا کے حکم سے فوراً اور اچانک حضرت یوسف پردے سے باہر آئے اور اپنے حسن وجمال کی چمک سے ان کو ایسا مدہوش کیا کہ نارنگی کاٹنے کی بجائے انہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے۔ طعام کی لذت اور ہاتھ کاٹنے کی درد کا ان کو احساس تک نہ ہوا۔ نوالہ کی بجائے انہوں نے ہاتھ کاٹ لئے اور گوشت کی بجائے اپنے ہاتھوں کا گوشت کاٹ بیٹھیں۔ جب مخلوق کے مشاہدہ کے غلبہ کا یہ حال ہے تو حق تعالیٰ کے مشاہدہ کے غلبہ

[1] تالم کے معنی درد پانا اور تلذذ کے معنی لذت اٹھانا۔

کا کیا حال ہو گا۔

پس کوئی زبان بیان نہیں کر سکتی اور کوئی قلم حیطۂ تحریر، رقم میں بند نہیں کر سکتی۔ مصر کی عورتوں نے جب یوسف علیہ السلام کے کمال حسن کی ایک جھلک دیکھی تو کہہ اٹھیں "خدا کی قسم یہ بشر نہیں یہ تو کریم فرشتہ ہے۔ یوسف علیہ السلام کو فرشتہ انہوں نے اس لئے کہا کہ بوجہ مدہوشی اور بے خودی کے انہوں نے اپنے اندر شہوت کا اثر نہ پایا شواز قرأت میں ان ھٰذا الا ملک کریم پڑھا گیا ہے کہ یہ نہیں مگر خدا عزت والا۔ یوسف کو دیکھ کر انہوں نے اس کو خدا اس لئے کہا کہ قاعدہ ہے کہ جب مرد خوبصورت عورت کو یا عورت خوبصورت مرد کو دیکھتی ہے تو اس کی خاموش اور ٹھہری ہوئی شہوت حرکت میں آجاتی ہے۔ جب ان عورتوں کی حرکت میں آئی ہوئی شہوت یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر ساکن ہو گئی اور اپنی صفات سے بے صفت ہو گئیں تو انہوں نے کہا یہ بشر نہیں یہ تو خدا ہے جس نے ہم کو ہماری بشری صفات سے فانی کر دیا۔ باقی باقی

چک ۲۸۹ گ ب تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ میں حضرت پیر سید نور حسین شاہ صاحب کا ورود مسعود

۳ اکتوبر کو حضرت پیر سید نور حسین شاہ صاحب بذریعہ کار چیچہ وطنی سے چک ۲۸۹ گ ب میں راجہ دشمن خاں جماعتی نقشبندی کے کاشانہ پر جلوہ افروز ہوئے۔ آپ عصر اور مغرب کے مابین تشریف لائے۔ آپ کی آمد کا چرچا سن کر اس علاقہ کے تمام ارادت مند پہلے ہی پہنچ چکے تھے۔ آپ کی گذرگاہ سے قیام گاہ تک تمام راستہ خوبصورت محرابوں اور شاندار گیٹوں سے سجایا گیا تھا جونہی حضرت کی کار آبادی میں داخل ہوئی پوری فضا نعرہ تکبیر و نعرہ ہائے رسالت سے گونج اٹھی۔ کئی مقامات پر آپ کا شایان شان طریقے سے استقبال کیا گیا۔ ماسٹر عبدالرشید صاحب نے حضرت صاحب کی شان اقدس میں قصیدہ پیش کیا۔ شب کو حضرت صاحب کی صدارت میں ایک عظیم الشان محفل میلاد منعقد ہوئی جس کا آغاز حافظ نور احمد صاحب نے تلاوت کلام پاک اور نعت جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا۔ اس کے بعد محمد عاشق صاحب نے معراج شریف پر تقریر کی سخان محمد اور عبدرشید صاحب نے نعتیں پیش کیں بعد ازاں حافظ شاہ محمد صاحب نے حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت طیبہ پر فاضلانہ تقریر کی جو بہت پسند کی گئی۔ آخر میں مجاہد ملت حضرت علامہ ماسٹر نور احمد صاحب چشتی ایم۔ اے نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس سیرت پر اپنے مخصوص انداز میں تقریر فرمائی۔ حضرت صاحب پورا وقت تشریف فرما رہے اور صلوٰۃ وسلام اور حضرت صاحب کی دعا کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ صبح کو لنگر تقسیم ہوا اور حضرت صاحب بذریعہ کار جھنگ تشریف لے گئے۔

(راجہ دشمن خاں جماعتی نقشبندی)

محمد صادق قصوری

تذکرہ امیرِ ملّت

تحریک پاکستان کے سرگرم مجاہد ۔ بزم طریقت کے صدر نشین امام الاولیا حضرت پیر جماعت علی شاہ قبلہؒ سنہ ۱۸۴۱ء میں علی پور شریف ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے ۔ ابتدائی تعلیم کے بعد ممتاز علماء و فضلا مثلاً فیض الحسن سہارن پوری، مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی، مفتی محمد عبد اللہ ٹونکی وغیرہ سے اکتساب علم حاصل کر کے حضرت بابا فقیر محمدؒ چورہ شریف والوں سے شرف بیعت حاصل کیا اور جلد ہی خرقۂ خلافت سے نوازے گئے ۔

آپ نے ساری زندگی خلق خدا کی بھلائی اور خدمت میں ہی بسر کر دی ۔ عشق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ کی رگ رگ میں رچا ہوا تھا ذیل کا شعر ؎

قابل تھا میں نار کے مجھے جنت ہوئی نصیب ۔۔۔ اس در کی حاضری سے مری قسمت بدل گئی

پڑھ کر زار و قطار رویا کرتے تھے ۔ آپ اپنے وعظوں میں عشق رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے ہی موتی بکھیرا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں اس کے علاوہ کوئی اور موضوع آتا ہی نہیں ہے ۔ چنانچہ مولانا حسین احمد مدنی کٹر کانگریسی جیسے بھی پکار اٹھے کہ اس زمانہ میں عشق رسول صلے اللہ علیہ وسلم میں کوئی جماعت علی شاہؒ کا ثانی نہیں ہے ۔

آپ کی تمام زندگی ملی و دینی خدمات سے بھری پڑی ہے ۔ سنہ ۱۹۰۱ء میں جب خلیفۃ المسلمین عبد المجید نے حجاج کی سہولت کے لئے ریلوے لائن بنوائی تو آپ نے اپنی جیب خاص سے چھ لاکھ روپے چندہ پیش کیا اور مریدوں کو بھی چندہ دینے کی اپیل کی ۔ علی گڑھ کالج کو یونیورسٹی بنانے کے سلسلہ میں جب سر آغا خاں اور نواب وقار الملک نے چندہ کی خاطر پنجاب کا دورہ کیا تو لاہور میں منعقدہ جلسہ میں حضرت امیر ملتؒ مہمان خصوصی تھے ۔ جلسہ میں نواب وقار الملک نے اپنی ٹوپی اتار کر آپ کے قدموں میں رکھ دی اور اپیل کی کہ حضرت یہ معاملہ مسلمانوں کی عزت کا ہے لہٰذا آپ ہاتھ بٹائیں ۔ چنانچہ آپ نے تین لاکھ روپے چندہ دیا ۔ اور نواب موصوف سے وعدہ لیا کہ یونیورسٹی میں دینیات لازمی مضمون ہوگا ۔

شدھی تحریک ہو یا تحریک خلافت غرض آپ نے ہر اصلاحی اسلامی تحریک میں نمایاں حصہ لیا ۔ تحریک پاکستان میں

آپ کا کردار شاہی تھا۔ پاکستان کی حمایت میں آل انڈیا سنی کانفرنس آپ ہی کی زیر صدارت منعقد ہوئی تھی۔ ۱۹۴۳ء میں سرینگر میں قائد اعظم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے قائد اعظم کی کامیابی کی پیشین گوئی فرمائی اور پُر تکلف دعوت دی۔ بعد ازاں قائد اعظم کو دو جھنڈے عنایت فرمائے ایک سبز اور دوسرا سیاہ اور فرمایا کہ مسلمانوں سے جلسوں میں خطاب کر کے کہو کہ سبز جھنڈا مسلم لیگ کا ہے، سیاہ کفر کا تم کس کو پسند کرتے ہو؟ چنانچہ اس طرح قائد اعظم کامیابی سے ہمکنار ہوئے۔ آپ کے صاحبزادوں، پوتوں اور نواسوں نے بھی تحریک پاکستان میں نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں بڑے صاحبزادے سراج الملت پیر محمد حسین ایک مدت تک آگرے رونق افروز رہے۔

علی پور شریف میں آپ نے عظیم الشان مسجد تعمیر کرائی جو تمام کی تمام سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہے۔ لکڑی صرف دروازوں پر ہی لگی ہے وہ بھی صندل اور خوشبودار جس پر ہاتھی دانت کا کام کیا گیا ہے۔ جنوب کی جانب دیل مچھلی کا ۱۲ فٹ لمبا کانٹا عرض میں لگا ہوا ہے۔

غرض دنیائے اہل سنت کا تاجدار آسمان طریقت کا درخشندہ ستارہ ایک سو اٹھارہ سال کی عمر میں ۱۹۵۱ء میں اس جہان فانی سے کوچ کر گیا۔ بڑے بڑے اکابرین نے تعزیت نامے بھیجے مگر سردار عبدالرب نشتر مرحوم گورنر پنجاب کا تعزیت نامہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔

آج بھی حضرتؒ کے فرزند اصغر شمس الملت پیر نور حسین مدظلہٗ و پوتے پیر اختر حسین مدظلہٗ و دیگر صاحبزادگان مذہب وملت کی خدمت میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ حالیہ انتخابات میں آستانہ عالیہ کی طرف سے بذریعہ تحریر و تقریر، دامے، درمے، قلمے، سخنے اور قدمے ہر طرح سے جمعیۃ العلماء پاکستان کو مدد فراہم کی گئی۔ مگر افسوس کہ جمعیت نے آج تک آستانہ عالیہ کی اہمیت کو محسوس نہیں کیا اور نہ ہی کبھی جمعیت کے کسی اجلاس میں مدعو کیا ہے۔

لائل پور میں عالی جناب حضرت مولانا الحاج پیر اللہ دعایا صاحب کی رہنمائی میں مختلف جگہوں پر حلقۂ ذکر کی محفلیں قائم ہوتی ہیں۔ جن میں ختم خواجگان شریف اور نعت خوانی اور وعظ ہوتا ہے۔

راولپنڈی میں ہر جمعرات کو بعد از نماز مغرب جناب محمد امین صاحب بٹ ایڈووکیٹ کے مکان پر جناب خلیفہ مجاز ڈاکٹر غلام یاسین صاحب کی زیر قیادت حلقۂ ذکر کی محفل ہوتی ہے جس میں نعت خوانی اور [illegible] ہوتا ہے۔ شہر کے پیر بھائی بڑی تعداد میں جمع ہوتے ہیں۔ آخر میں کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھا جاتا۔

اعلیٰحضرت فاضل بریلوی

چند قابل توجہ مسائل

جن سے نہ صرف عوام بلکہ بعض علماء تک غافل ہیں

داڑھی کی مقدار — داڑھی منڈوانا اور کترا کر حد شرع (ایک مشت) سے کم کرانا دونوں حرام وفسق ہیں اور اس کا فسق بالاعلان ہونا ظاہر کہ ایسوں کے منہ پر جلی قلم سے فاسق لکھا ہوتا ہے اور فاسق معلن کی امامت اور (اذان واقامت) ممنوع وگناہ ہے۔ فاسق کو افضل الاعمال نماز ومناجات بارگاہ بے نیاز میں اپنا امام بنانا سخت حماقت اور دین میں بے احتیاطی وجرأت ہے ایسے کو امام بنانے والے گنہ گار ہوں گے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ ہرگز ہرگز اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں اگر ناواقفی میں پڑھ لی تو اعادہ کریں (فتاویٰ رضویہ جلد سوم)

مسجد میں اذان — فقہ حنفی کی معتمد کتابوں میں مسجد کے اندرونی کمرہ دالان وصحن کے اندر اذان کو منع فرمایا اور مکروہ لکھا ہے۔ (غنیہ شرح منیہ صـ۳۷۱ میں ہے الاذان انما یکون فی المئذنۃ او خارج المسجد والاقامۃ فی داخلہ۔ اذان نہیں ہوتی مگر مینارہ یا مسجد سے باہر اور تکبیر مسجد کے اندر۔ طحطاوی علی مراقی الفلاح صـ۱۲۸ یکرہ ان یوذن فی المسجد مسجد میں اذان مکروہ ہے (احکام شریعت)

تکبیر بیٹھ کر سننا — کھڑے ہو کر تکبیر سننا مکروہ ہے۔ یہاں تک کہ علماء فرماتے ہیں کہ جو شخص مسجد میں آیا اور تکبیر ہو رہی ہے تو وہ اس کے تمام ہونے تک کھڑا نہ رہے بلکہ بیٹھ جائے یہاں تک کہ مکبر حی علی الفلاح تک پہنچے اس وقت کھڑا ہو۔ (فتاویٰ رضویہ جلد دوم)

گھڑی کا چین (زنجیر وغیرہ) — چاندی کی ایک انگوٹھی ایک نگ کی ساڑھے چار ماشہ سے کم وزن کی مرد کو پہننا جائز ہے اور دوسری انگوٹھیاں یا کئی نگ کی ایک انگوٹھی یا ساڑھے چار ماشہ سے زائد چاندی کی اور سونے کانسی، پیتل، لوہے، تانبے کی مطلقاً ناجائز ہیں۔ گھڑی کی زنجیر سونے چاندی کی مرد کو حرام اور

(دیگر) دھاتوں کی ممنوع ہے۔ اور جو چیزیں ممنوع کی گئی ہیں ان کو پہن کر نماز اور امامت مکروہ تحریمی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

خلال تانبے، پیتل کا گلے میں لٹکانا ناجائز ہے کیونکہ یہ تعلیق کے حکم میں ہے ویسے جائز ہے اور سونے چاندی کا حرام ہے۔ بلکہ عورتوں کو بھی سونے چاندی کا خلال حرام ہے۔ ایسے سونے چاندی کے ظروف (برتن) میں کھانا ناجائز ہے اور گھڑی کی چین بھی عام ازیں کہ چاندی کی ہو یا پیتل کی ناجائز ہے۔ ہاں ڈورا باندھ سکتا ہے۔ (ملفوظات)

سونے چاندی کی زنجیر گھڑی میں لگا کر اس کو گلے میں پہننا یا کاج میں لٹکانا یا کلائی پر باندھنا منع ہے (در المختار) بلکہ دوسری دھات مثلاً تانبے، پیتل، لوہے وغیرہ کے چینیوں کا بھی یہی حکم ہے۔ کیونکہ ان دھاتوں کا پہننا بھی ناجائز ہے۔ اور اگر ان چیزوں کو لٹکایا نہیں اور نہ کلائی پر باندھا بلکہ جیب میں پڑی رہتی ہیں تو ناجائز نہیں کہ ان کے پہننے سے ممانعت ہے۔ جیب میں رکھنا منع نہیں (بہار شریعت حصہ شانزدہم)

تصویر کی حرمت حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی روح کی تصویر بنانا، بنوانا، اعزازاً اپنے پاس رکھنا سب حرام فرمایا اور اس پر سخت سخت اور ان کے دور کرنے اور مٹانے کا حکم دیا۔ یہ تمام احادیث جن میں تصویر کی حرمت اور ممانعت کا بیان ہے عام شامل محیط کامل ہیں جن میں اصلاً کسی تصویر کسی طریقے کی تخصیص نہیں۔ لہٰذا تصویر کا ہر طریقہ کیمرہ وغیرہ اور ہر تصویر حرام ہے۔

رویت ہلال شریعت مطہرہ نے دربارۂ ہلال دوسرے شہر کی خبر کو شہادت کافیہ یا تواتر شرعی پر بنا فرمایا اور ان میں بھی کافی و شرعی ہونے کے لئے بہت قیود و شرائط لگائیں جن کے بغیر گواہی شہرت تک بکار آمد نہیں اور پھر ظاہر کہ تار (اور بالکل اسی طرح ریڈیو ٹیلیفون وغیرہ) نہ کوئی شہادت شرعیہ ہے نہ خبر متواتر پھر اس پر اعتماد کیونکر حلال ہو سکتا ہے۔ اور یہ خیال کہ (تار ٹیلی فون و ریڈیو) میں خبر تو شہادت کافی آئی محض نادانی کہ ہم تک نامعتبر طریقہ سے پہنچی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر سے زیادہ معتبر کس کی خبر پھر جو حدیث نامعتبر راویوں کے ذریعے سے آئی ہے کیونکہ پایۂ اعتبار سے ساقط ہو جاتی ہے۔ (ازکی الہلال)

چادر کیسے اوڑھیں ابو نعیم نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لا ینظر اللہ الی قوم لا یجعلون عمائمھم تحت ردائھم یعنی فی الصلاۃ اللہ تعالیٰ اس قوم کی طرف نظر رحمت نہیں کرتا جو نماز میں اپنے عمامے اپنے چادروں کے نیچے نہیں کرتے (یعنی چادر کاندھے پر نہیں ہونی چاہیے) بلکہ سر پہ چادر رکھ کر بُکّل مارنا چاہیے۔ (فتاوی رضویہ)

پاؤں کی انگلیاں سجدہ میں دونوں پاؤں کی دسوں انگلیاں زمین پر لگنا سنت ہے۔ اور ہر پاؤں کی تین تین

انگلیوں کے پیٹ زمین پر لگنا واجب اور دسوں کا قبلہ رو ہونا سنّت (فتاویٰ رضویہ)

نفل و سنّت کا افضل مقام تراویح و تحیۃ المسجد کے سوا تمام نوافل و سنن راتبہ ہوں یا غیر راتبہ موکدہ ہوں یا غیر موکدہ گھر میں پڑھنا افضل اور باعث ثواب اکمل۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں صلوٰۃ المرء فی بیتہ افضل من صلوتہ فی مسجدی ھذا الا المکتوبۃ نماز مرد کی اپنے گھر میں میری اس مسجد (نبوی) میں اس کی نماز سے بہتر ہے مگر فرائض (رواہ ابو داؤد) اور خود عادت کریمہ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی اس طرح تھی احادیث صحیحہ سے حضور والا کا تمام سنن کا شانہ فلک آستانہ میں پڑھنا ثابت ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

ریل میں نماز فرض و واجب جیسے وتر و نذر اور ملحق بہ جیسے سنت فجر چلتی ریل (اور بس) میں نہیں ہو سکتے۔ اگر ریل نہ ٹھہرے اور وقت نکلتا دیکھے پڑھ لے۔ پھر بعد استقرار (یعنی ٹھہرنے پر) اعادہ (لوٹائے) تحقیق یہ ہے کہ استقرار بالکلیہ ..... زمین پر ...... ان نمازوں میں شرط صحت ہے ...... جب استقرار کی حالت میں (سواری پر) نمازیں جائز نہیں ہوتیں جب تک استقرار زمین پر اور وہ بھی بالکلیہ نہ ہو تو ریل اور بس وغیرہ کے) چلنے کی حالت میں کیسے جائز ہو سکتی ہیں کہ نفس استقرار ہی نہیں جہاں منع من جہتہ العباد ہو ایسے منع کی حالت میں حکم یہی ہے کہ نماز پڑھ لے اور بعد زوال مانع اعادہ کرے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد سوم)

لڑکیوں کو لکھنا ہرگز نہ سکھاؤ لڑکی کے پیدا ہونے پر ناخوشی نہ کرے بلکہ نعمت الٰہیہ جانے۔ سینا پرونا کاتنا کھانا پکانا سکھائے۔ سورہ نور کی تعلیم دے۔ لکھنا ہرگز نہ سکھائے کہ احتمال فتنہ ہے۔ نرم لکڑی جدھر جھکائے جھک جاتی ہے۔

حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ لڑکیوں کو سورۂ یوسف شریف کا ترجمہ نہ پڑھایا جائے کہ اس میں مکر زنان کا ذکر فرمایا ہے پھر بچیوں کو خرافات شاعرانہ (اور سکولوں کالجوں کی) انگریزی تعلیم و فرنگی ماحول میں ڈالنا کب بجا ہو سکتا ہے۔ (مشعلۃ الارشاد)

عورتوں کو لکھنا سکھانا شرعاً ممنوع و سنت نصاریٰ باب ہزاراں فتنہ اور مستان سرشار کے ہاتھ میں تلوار دینا ہے۔ جس کے مفاسدہ شدیدہ پر تجارب عدیدہ شاہد عدل۔ متعدد حدیثیں اس کی ممانعت میں وارد ہیں۔ اب جو لڑکیوں کو لکھنا سکھانے کی اجازت کی طرف جائے با حال زمانہ سے۔

"غافل ہے یا امت مرحومہ کی خیر خواہی سے غافل دمن لم یعرف اہل زمانہ

فھو جاھل ونسئل اللہ العفو والعافیہ۔ (فتاوی رضویہ اصلاح بہشتی زیور)

اللہ میاں نہ کہو } اسم جلالت کے ساتھ میاں (اللہ میاں) مکتوب ہے۔ یہ ممنوع ومعیوب ہے۔ زبان اردو میں میاں کے تین معنی ہیں۔ جن میں دو اس پر محال ہیں اور شرع سے وارد نہیں۔ لہٰذا اس کا اطلاق محمود نہیں۔ میاں کے بجائے اللہ تعالےٰ کہنا چاہیے۔ (احکام شریعت)

شرائط مرشد } شیخ اتصال یعنی جس کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے انسان کا سلسلہ حضور پُرنور سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم تک متصل مل جائے اس کے لئے چار شرطیں ہیں۔

۱۔ شیخ (پیر و مرشد) کا سلسلہ (شجرہ) باتصال صحیح حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم تک پہنچا ہو۔ بیچ میں قطع نہ ہو کہ منقطع کے ذریعہ اتصال نا ممکن۔

۲۔ شیخ سنی صحیح العقیدہ ہو۔ بدمذہب گمراہ کا سلسلہ شیطان تک پہنچے گا۔

۳۔ عالم ہو فقہ اپنی ضرورت کے قابل کافی لازم کہ عقائد اہل سنت سے پورا واقف کفر و اسلام وضلالت وہدایت کے فرق کا خوب عارف ہو ورنہ آج بدمذہب نہیں تو کل ہو جائے گا۔ فمن لم یعرف الشر فیوشما یقع فیہ۔

۴۔ فاسق معلن بے عمل و شریعت کا نافرمان نہ ہو۔

مسئلہ قوالی } خالی قوالی (نعت خوانی) جائز ہے اور مزامیر باجا تاشا وغیرہ۔ زیادہ غلو بہتان سلسلہ عالیہ چشتیہ کرے۔ اور حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی فرماتے ہیں مزامیر حرام است (احکام شریعت)

پنن کے موضع پنن کے ضلع لائل پور میں ۸ اکتوبر بروز جمعۃ المبارک مولوی صوفی محمد اسحاق صاحب کے زیر اہتمام جلسہ اور عرس شریف شروع ہوا۔ جس میں قریباً تین بجے سے ۵ بجے تک نعت خوانی ہوئی اور راقم الحروف نے وعظ کیا اور رات کو کھانا کھانے کے بعد عشاء کی نماز کے بعد پھر جلسہ ہوا۔ جس میں علامہ زمان مرکز الحاج پیر سید افضل حسین شاہ صاحب نے وعظ فرمایا جس سے حاضرین بہت محظوظ ہوئے۔ اور قریباً ۱۲ بجے رات کو یہ جلسہ صلوٰۃ وسلام پر برخاست ہوا۔

محمد اقبال قریشی ہارون آباد

حقوق تلاوتِ قرآن

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ افضل العبادۃ تلاوت القرآن۔ سب عبادتوں سے بہتر (فرائض کے بعد نفل عبادتوں میں) قرآن پاک کی تلاوت ہے۔ نیز آپ کا ارشاد ہے من قرء من القرآن حرفا فلہ عشر حسنات۔ جس نے قرآن پاک کا ایک لفظ پڑھا اس کے لئے دس نیکیاں ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں میں نہیں کہتا کہ الٓمٓ ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے ل دوسرا اور م تیسرا اس حساب سے تیس نیکیاں ہوئیں۔ حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالے فرماتے ہیں جو بندہ تلاوت قرآن پاک میں مشغول ہو کر دعا نہیں مانگ سکا اس کو بن مانگے اتنا دوں گا کہ مانگنے والوں کو نہیں دوں گا (ترمذی)

ایک مرتبہ حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے حق تعالے سبحانہ کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا کہ اے اللہ وہ کون سا عمل ہے جو آپ سے زیادہ قریب کر دے۔ ارشاد ہوا وہ عمل تلاوت ہے۔ آپ نے عرض کیا بفہم یا بلا فہم۔ ارشاد ہوا بفہم اور بلا فہم یعنی خواہ سمجھ کر پڑھے یا بلا سمجھے پڑھے (التحقیق من النہر ان صث)

حدیث میں ہے کہ جب تم میں سے کوئی حق تعالے شانہٗ سے گفتگو کرنا چاہے تو قرآن پاک کی تلاوت کرے۔ (خطیب والدیلمی) مصنف کسی کو اپنی لکھی ہوئی کتاب پڑھتا دیکھے تو وہ خوش ہوتا ہے۔ قرآن پاک چونکہ حق تعالیٰ کا کلام ہے اس لئے حق تعالیٰ شانہٗ قرآن پڑھنے والوں سے خوش ہوتے ہیں۔ مقام افسوس ہے کہ دور حاضر میں مسلمانوں نے قرآن پاک کی تلاوت کا عمل ترک کر کے اتنی بڑی عظیم الشان سعادت اور عبادت اور ثواب بے شمار سے محروم ہو گئے ہیں۔ افسوس ان کے پاس کلبوں میں جانے، فلمیں دیکھنے، ہوٹلوں پر بیٹھنے، سڑکوں پر گھومنے، دوستوں سے باتیں کرنے، میچ کھیلنے کے لئے تو وقت ہے لیکن قرآن پاک کی تلاوت کا وقت نہیں۔

قلق از سوزش پروانہ داری ولیک از سوز ما پروانہ داری

اور چندے جو تلاوت کرتے ہیں وہ تلاوت کے حقوق ادا نہیں کرتے اور قرآن پاک صحیح پڑھنے کا ان کو بالکل خیال

نہیں سہ

گر تو قرآں بدیں نمط خوانی　　ببری رونق مسلمانی

قیامت کے دن حضور صلے اللہ علیہ وسلم حق تعالیٰ شانہٗ سے شکایت کریں گے وقال الرسول یارب ان قومی اتخذ وا ھذا القرآن مھجوراً (الفرقان آیت ۳۰) اے میرے پروردگار میری قوم نے اس قرآن کو بالکل نظر انداز کر رکھا تھا تلاوت کے حقوق ادا نہ کرنا بھی قرآن مہجوراً میں داخل ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھو فروغ الایمان)

حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے۔ الذین اٰتینٰھم الکتاب یتلونہٗ حق تلاوتہٖ (سورہ بقر آیت ۱۲۱) وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب عطا کی ہے وہ اس کی تلاوت کرتے ہیں جیسا کہ اس کا حق ہے۔ اس آیت میں ہر چند کہ کتاب سے مراد توریت ہے مگر ظاہر ہے کہ توریت کی تلاوت کے قابل مدح ہونے کا سبب توریت کا کتاب اللہ ہونا ہے محض کتاب ہونا نہیں ہے۔ اور چونکہ قرآن افضل ہے تو اس کی تلاوت اور زیادہ قابل مدح ہوگی۔ (حقوق القرآن صد) نیز توریت تو اب منسوخ التلاوت ہو چکی ہے کیونکہ حضرت عمرؓ کے توریت پڑھنے سے حضورؐ کا چہرہ مبارک غصہ سے متغیر ہو گیا تھا اور آپؐ نے فرمایا تھا کہ اے عمرؓ اگر آج حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں تو ان کو بدوں میرے اتباع کے چارہ نہ ہو (ازالۃ الخفا)

اس سے معلوم ہوا کہ یہ آیت مسلمانوں کی تاکید کے لئے ہے کہ وہ تلاوت کے حقوق ادا کریں۔ نیز اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس کو بیہقی نے اپنے دلائل میں حضرت عبیدۃ الملکیؓ سے نقل کیا ہے کہ۔ یا اھل القرآن لا تتوسدوا القرآن واتلوہ حق تلاوتہٖ۔ اے قرآن والو۔ قرآن پاک کو تکیہ نہ لگاؤ اور اس کی تلاوت کا حق ادا کرو۔ قرآن پاک کی تلاوت کے چند حقوق یہ ہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ قرآن کی تلاوت باقاعدہ روزانہ کیا کریں اور کم از کم ان حقوق کو ادا کریں۔

(۱) جس طرح حق تعالےٰ کی عظمت وجلال دل میں ہے اس طرح اس کے کلام کی بھی عظمت قلب میں ہونی چاہیئے۔ اور تلاوت کرتے وقت دل میں بھی کلام اللہ کا احترام رکھے (اربعین اخصر والیسر مؤلفہ حجۃ الاسلام امام غزالیؒ)

(۲) جب قرآن مجید پڑھو باوضو رہو۔ کپڑا پاک ہو، جگہ پاک ہو، قبلہ رو ہو تو بہتر ہے (فروع الایمان)

(۳) قرآن پاک کی تلاوت شروع کرنے سے پہلے اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم پڑھنا ضروری ہے۔ کیونکہ حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے فاذا قرأت القرآن فاستعذ باللہ من الشیطٰن الرجیم (النحل آیت ۹۸)

(۴) تعوذ کے بعد بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے (جمال القرآن صہ)

(۵) بلا ضرورت شدیدہ بات نہ کرے۔ اگر بات کرنا پڑے تو دوبارہ شروع کرنے سے قبل تعوذ ضرور پڑھے۔ تسمیہ کا اختیار ہے خواہ پڑھے یا نہ پڑھے۔ جتنی مرتبہ بھی بات کرنا پڑے آگے پڑھنے سے قبل تعوذ ضرور پڑھے کیوں کہ کلام اللہ

اور غیر کلام اللہ کا امتیاز صرف تعوذ سے ہوتا ہے اور تعوذ صرف کلام اللہ پڑھنے سے قبل کے لئے ہے (ہدایۃ الرحیم)

(۶) قرآن پاک پڑھتے پڑھتے سورہ برأۃ شروع ہو جائے تو تعوذ و تسمیہ نہ پڑھے بلکہ آگے پڑھنا شروع کر دے۔ اگر ابتدا قرأت سورہ برأت یا وسط سورہ برأت سے ہو تو تعوذ و تسمیہ دونوں پڑھے (تفصیل کے لئے دیکھو تفسیر بیان القرآن صفحہ ۳۸۶)

(۷) قرآن پاک صحیح پڑھنا واجب ہے (شوق اللقاء صفحہ ۱۱) حدیث میں ہے رب قال للقرآن والقرآن یلعنہ یعنی بعض لوگ قرآن پڑھتے ہیں اور قرآن ان پر لعنت کرتا ہے۔ مراد اس سے جو غلط پڑھے یا عمل نہ کرے (حاشیہ تجوید القرآن صفحہ ۲)

(۸) قرآن پاک عربی لہجہ میں پڑھے کیونکہ حدیث میں ہے اقرؤا القرآن بلحون العرب واصواتھا (طبرانی بیہقی)

(۹) اگر ممکن ہو تو قرآن پاک خوش آوازی سے پڑھے کیوں کہ حدیث میں ہے حسنوا القرآن باصواتکم فان الصوت الحسن یزید القرآن حسنا (دارمی) نیز فرمایا آپ نے لکل شئی حلیۃ وحلیۃ القرآن حسن الصوت۔ اور فرمایا زینوا القرآن باصواتکم۔ یاد رہے اس سے مراد خوش الحانی ہے موسیقی کی طرز پر پڑھنا نہیں۔ لہجہ عرب نہ بدلے۔

(۱۰) قرآن مجید اس طرح پڑھو کہ تمہارے لہجے سے معلوم ہو کہ یہ خدا تعالیٰ سے ڈر رہا ہے۔ بڑی خوش آوازی یہ ہے (تعلیم الدین صفحہ ۴۷) حدیث میں ہے: سئل النبی صلی اللہ علیہ وسلم ای الناس احسن صوت القرآن واحسن القرأت قال من اذا سمعتہ یقرء رایت انہ یخشی اللہ (دارمی)

(۱۱) قرآن پڑھتے وقت مغفرت کی آیت آئے تو جسم پر خوشی و مسرت پیدا کرو اور غیظ و غضب اور عذاب الٰہی کا تذکرہ ہو تو لرزا اٹھو (اربعین غزالیؒ)

(۱۲) ختم قرآن پاک کی تعداد بڑھانے کے لئے جلدی جلدی نہ پڑھو کیوں کہ سوچ سمجھ کر ایک آیت پڑھنے کا ثواب پچاس قرآن مجید پڑھنے سے بہتر ہے (اربعین اخصر والیسر) اس لئے حروف کو اپنے مخارج صحیح مع صفات لازمہ و عارضہ ادا کرو اور وقف کی جگہ وقف کرو کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے قول خداوندی ورتل القرآن ترتیلا (سورہ مزمل آیت ۴) کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا اس کو صاف صاف پڑھو اور کھجوروں کی طرح اس کو منتشر نہ کرو اور نہ شعر کی طرح جلدی پڑھو۔ اس کے عجائب میں ٹھہر کر غور کرو اور اس کے ساتھ دلوں کو متاثر کرو اور تم میں سے کوئی شخص (بلا سوچے سمجھے) سورۃ تک پہنچنے کا ارادہ نہ کرے (الدر المنثور عن العسکری فی المواعظ عن علیؓ)

(۱۳) اگر قرآن شریف اچھی طرح نہ چلے گھبرا کر مت چھوڑو۔ ایسے شخص کو دوہرا ثواب ملتا ہے (تعلیم الدین صفحہ ۴۶) یعنی ایک تلاوت کا دوسرا کوشش صحیح پڑھنے کا بخاری و مسلم میں ہے: الذی یقرء القرآن ویتتعتع فیہ وھو علیہ شاق فلہ اجران نیز فرمایا آپ نے الماھر القرآن مع السفرۃ والذی یتتعتع بہ وھو علیہ شاق فلہ

اجر ان - جو شخص پڑھنے میں ماہر ہے وہ تو ملائکہ کے ساتھ ہے اور جو اٹک اٹک کر پڑھتا ہے اور قرآن پڑھنا اسے دشوار ہے اس کے لئے دو اجر ہیں (الفاظ القرآن)

(۱۵) تلاوت کرتے وقت جب سجدہ آئے فوراً سجدہ کرو۔ روایت حفص کی رُو سے قرآن پاک میں چودہ سجدے ہیں جن کا ادا کرنا ضروری ہے۔

(۱۶) اگر معنی سمجھتے ہو تو ایک آیت بھی بلا سمجھے نہ پڑھو (اربعین اخصر والیسر)

(۱۷) تلاوت اس وقت کرو جب قلب فارغ ہو تاکہ غور و خوض کر سکو۔

(۱۸) تلاوت کے وقت دو زانو، گردن جھکا کر منہ قبلہ کی طرف کر کے بیٹھو جیسے شاگرد استاد کے سامنے بیٹھتا ہے (اربعین)

(۱۹) تلاوت کی مقدار کا خیال رکھو۔ افضل درجہ قرآن پاک کو تین دن میں ختم کرنا، متوسط ایک ہفتے اور ادنیٰ ایک مہینے میں ہے۔ (اربعین)

(۲۰) پڑھتے وقت دل حاضر ہو۔ اس کا سہل طریقہ یہ ہے کہ قبل تلاوت یوں تصور کرے کہ گویا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمائش کی ہے کہ مجھ کو قرآن سناؤ اور میں اس فرمائش کی تعمیل کے لئے پڑھتا ہوں اور سناتا ہوں۔ اس مراقبہ سے بے تکلف تمام آداب کی رعایت ہو جائے گی (فروع الایمان صلاح) یا یوں تصور کرے کہ بندہ گراموفون ہے اور متکلم حق سبحانہٗ اور اپنے کلام کو حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے اس میں بند کر دیا ہے اور وہ اس سے بلا قصد نکل رہا ہے گویا یہ تجلی کلامی ایسی ہو جیسے شجرہ طور پر ہوئی تھی درخت سے آواز آرہی تھی۔ انی انا اللہ لا الٰہ الا انا۔ وہ کلام حقیقت میں شجر سے نہ تھا متکلم اللہ تھے۔ اسی طرح بندہ کی زبان سے اللہ میاں کلام فرما رہے ہیں جس طرح نے یعنی بانسری میں سے آواز نکلتی ہے وہ حقیقت میں نے کی آواز نہیں بلکہ بجانے والے کی آواز ہے ؎

دو دہاں داریم گویا ہمچو نے | یک دہاں پنہاست در لبہائے وے
یک دہاں نالاں شدہ سوئے شما | ہائے وہوئے در فگندہ در سما

انتقال پُرملال

صوبیدار گل نواز صاحب جماعتی کا انتقال چک ۲۸۹ ج ب میں ہو گیا۔ آپ ضلع جہلم کے رہنے والے تھے اور حضور قبلہ عالم کے سچے عاشق اور پرانے خدمت گذار تھے۔ جب حضرت شمس الملت پیر سید نور حسین صاحب چک ۲۸۹ ج ب میں تشریف لائے تو آپ استقبال کرنے والوں میں پیش پیش تھے۔ آپ کی وفات حرکت قلب بند ہونے سے ہوئی۔ خداوند ان کو اپنے جوار رحمت میں مقام لرفیع پر فائز فرمائے۔ آمین ثم آمین

صفیہ قادری بی۔اے

دین و دانش

انسان اللہ کا خلیفہ ہے

مذہب کا لب لباب یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ سے حقیقی تعلق قائم کرلے، کیوں کہ اس کے سوا کوئی اور ذات اس قابل نہیں ہے کہ اشرف المخلوقات اس کے سامنے اپنا سر جھکائے، یہ عقیدہ ایمان کی طرف پہلا قدم ہے۔ اس عقیدے کی بنیادیں جتنی مستحکم ہوں گی انسان کی قوت ایمانی میں بھی اسی قدر اضافہ ہوگا اور وہ کائنات میں اپنا صحیح مقام حاصل کرنے میں اتنی ہی کامیابی حاصل کرسکے گا۔

اسلام نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ انسان زمین پر اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے، اس لئے اگر وہ اس مرتبہ بلند کو قائم رکھنا چاہتا ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ ظاہری یا معنوی کسی شکل میں بھی اللہ تعالےٰ کے بجز کسی کی عبادت نہ کرے۔
کیا ایک انسان کو یہ بات زیب دیتی ہے کہ وہ تمام مخلوقات سے اشرف ہونے کے بعد غیر اللہ کی بندگی قبول کرے۔ انسان کسی کے سامنے سجدہ کرسکتا ہے تو صرف اس خداوند تعالیٰ کے سامنے جو ایک ہے، پاک اور بے عیب ہے جو تمام عیوب سے پاک اور جو ہر کام پر قادر ہے۔ جس نے ہر چیز کو پیدا کیا لیکن جسے کسی نے پیدا نہیں کیا ہے۔

ایمان کی جانب انسان کا پہلا قدم جب عشق کی ایک جست بن جاتا ہے تو اس کے تمام مسائل حل ہو جاتے ہیں، کیونکہ اس کے بعد اسے خالق اور مخلوق، عبد اور معبود، مالک اور مملوک کے رشتے کی اصل نوعیت کا احساس ہو جاتا ہے، یہی احساس انسان کو صحیح معنوں میں انسان بناتا ہے۔ کیونکہ اس ادراک سے قبل انسان کبھی چاند اور سورج کی پرستش کرتا ہے کبھی خود اپنے ہاتھ سے تراشے ہوئے اصنام کی، اس کی حیثیت ایک حقیر کیڑے کی ہوتی ہے جو خود اپنے سائے سے بھی ڈرتا ہے، لیکن اللہ تعالےٰ سے تعلق قائم کرنے اور غیر اللہ کی بندگی کی زنجیریں توڑ ڈالنے کے بعد یہی بندہ خاکی ایک نڈر اور جاں باز مجاہد بن جاتا ہے۔ کیونکہ اب اس کی امید و بیم کا مرجع صرف اللہ تعالیٰ ہوتا ہے اور خدا کے خوف کے سوا

ہر چیز کا خوف اس کے دل سے مکمل طور پر نکل چکا ہوتا ہے۔

عقائد کو ماننا ضروری ہے

کفر کے لغوی معنی حق ناشناسی کے ہیں اور اگر اس کے دینی اور شرعی مفہوم پر غور کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ مذہب کے معاملے میں بھی کفر کا مفہوم اس سے زیادہ مختلف نہیں ہے۔ کوئی شخص اگر ان بدیہی مسلمات کو تسلیم کرنے سے انکار کرے جو کائنات میں اس کا صحیح مقام متعین کرنے کے نقطہ نظر سے بنیادی اہمیت رکھتے ہیں وہ کفر کا مرتکب ہوتا ہے۔

ایمان کی شکل صرف ایک ہے، دین کے بدیہی مسلمات کو مکمل طور پر اور کسی استثنا کے بغیر تسلیم کر لینا ہے۔ یہ مسلمات اگرچہ پانچ ہیں یعنی توحید، رسالت، فرشتے، کتب الٰہی اور آخرت۔ لیکن ان سب کا ایک دوسرے سے گہرا تعلق ہے اور ان سب سے مل کر ایک وحدت بنتی ہے۔ اس لئے اگر کوئی شخص ان میں سے ایک کو بھی ماننے سے انکار کر دے اور باقی مسلمات کو تسلیم کرتا ہو تب بھی وہ کفر کا مرتکب ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ کفر صرف زبانی انکار کی وجہ سے عائد نہیں ہوتا بلکہ انسانی اعمال بھی ایسے ہیں جن کا ارتکاب کرنے والے پر کفر کا حکم لگایا جاتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ کوئی کافر اگر اچھے کام کرتا ہے بلکہ مسلمانوں کے مقابلے میں اس کا دامن برائیوں سے زیادہ پاک ہوتا ہے، تب بھی اسے کافر ہی کہا جائے گا۔ کسی اچھے کام کے پسندیدہ ہونے سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اور بعض کام تو ایسے ہیں جن کا التزام رکھنے کا اسلام نے خاص طور پر حکم دیا ہے۔ بلکہ ایک زمانے تک تو وہ کام مسلمان کی پہچان سمجھے جاتے تھے۔ اس کے باوجود کوئی شخص مسلمان اسی وقت قرار دیا جا سکتا ہے جب وہ اسلام کے بنیادی عقائد کو تسلیم کرتا ہو، ان عقائد سے وابستہ رہ کر انتہائی گنہگار انسان بھی مسلمان رہتا ہے اور ان کو مجموعی طور پر یا ان میں سے کسی ایک کو مسترد کرنے والا شخص چاہے جتنا نیک ہو مسلمان نہیں کہا جا سکتا۔ تاہم سچا اور اچھا مسلمان اسی کو کہا جائے گا جو اسلام کے بنیادی عقائد کے لسانی اقرار اور قلبی تصدیق پر اکتفا نہ کرے بلکہ ایمان کی صحت کے ساتھ عمل صالح کا اہتمام ضروری سمجھتا ہو۔

ہم بے سہارا نہیں ہیں

اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیدا کر کے کائنات میں بے یار و مددگار نہیں چھوڑ دیا ہے نہ ہمارے اوپر یہ بار عظیم ڈالا ہے کہ ہم اپنی نجات کا راستہ خود تلاش کریں۔ حق تعالیٰ کی ذات رحیم و کریم اپنے تمام لطف و کرم اور اپنی لامتناہی حکمت کے ساتھ

ہماری دست گیری کے لئے موجود ہے۔ اس کے علاوہ خداوند قدوس نے ہماری رہنمائی کی غرض سے اپنی آخری کتاب نازل کی اور اپنا آخری نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) مبعوث فرمایا۔

ہمارے مالک حقیقی نے خود ارشاد فرمایا ہے کہ وہ لوگوں پر اپنا فضل کرتا ہے، وہ ایک علیم وخبیر ہستی ہے اور اپنے بندوں کی کمزوریوں اور خامیوں سے بھی واقف ہے۔ لیکن بہت سے لوگ ایسے ہیں جو جان بوجھ کر اس کے دامن رحمت میں پناہ لینے سے انکار کرتے ہیں۔ ان کے پاس عقل ہے لیکن وہ سوچتے نہیں، ان کی آنکھیں ہیں لیکن وہ اللہ تعالیٰ کی ان لاتعداد نشانیوں کو دیکھنے سے انکار کر دیتے ہیں جو ہمارے چاروں طرف بکھری ہوئی ہیں۔ حد یہ ہے کہ وہ اپنی ہستی اور اپنے وجود پر بھی غور نہیں کرتے اللہ کے خلاف بغاوت کرتے ہیں، ان کے وجود سے انکار کرتے ہیں اس کے نبیوں اور اس کی کتابوں سے انکار کرتے ہیں۔ اس کے احکام کو ماننے سے انکار کرتے ہیں اور حد یہ ہے کہ اس کی ذات میں غیر اللہ کو شریک کر لیتے ہیں۔

ہم اگر عقل وشعور سے کام لیں اور اپنی آنکھیں کھلی رکھیں تو ہمیں تمام کائنات میں نظم خداوندی نظر آئے گا۔ اور اس نظم الٰہی کے دائرے میں رہ کر زندگی گزارنے کی کوشش کریں تو ہماری یہ خاک وآب کی دنیا بھی جنت کا نمونہ بن سکتی ہے۔ ہم فرائض اور واجبات کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کریں تو مرد کامل کے بلند مرتبہ تک پہنچنا مشکل نہیں ہے اور ہماری زندگی مسرت واطمینان سے گزرنے لگے گی کیوں کہ اس میں اللہ تعالیٰ کا فضل بھی شامل ہو جاتا ہے

اپنی آنکھیں بند کر کے زندگی گزارنے کی بجائے ہمیں کوشش کرنی چاہیئے کہ ہماری چشم بصیرت مشاہدۂ حق کے لئے کھل جائے۔ ہم میں روحانی ارتقاء کے مدارج تیزی کے ساتھ طے کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے اور ہم ہمیشہ کے لئے جہالت وضلالت سے نجات حاصل کریں۔

امام کا اثر

ایک بار والئ خراسان سلطان خوارزم نے اپنے لئے جامع مسجد میں ایک تخت بچھوایا۔ اس پر بیٹھ کر خطبہ دیا اور نماز پڑھی تاکہ شاہانہ وقار وجلال کی نمائش کرے۔

مایۂ ناز خطیب، ادیب، مفسر ومحدث امام فخر الدین رازی بھی مسجد میں موجود تھے۔ انہیں شاہ کی یہ نمود و نمائش بری لگی۔ چنانچہ جس وقت شاہ نماز سے فارغ ہوئے تو امام رازی نے بھری مجلس میں اس کو ڈانٹا۔ جلالۃ الملک دربار الٰہی ہے عظمت وشوکت کے مظاہرے کی جگہ نہیں۔ یہاں پہنچ کر ادنیٰ واعلیٰ وبلند وپست سب برابر ہو جاتے ہیں

خدا کے نزدیک لائق احترام وہی ہے جو زیادہ پرہیزگار ہو۔"

سلطان اس اندازِ بیان سے سخت ناراض ہوا مگر چاروں طرف نظر دوڑائی تو دیکھا تمام نمازی امام رازی کی تائید کر رہے ہیں۔ سلطان کو ان سب کے مقابلے کی ہمت نہ ہوئی۔ تخت وہاں سے اٹھوا لیا اور آئندہ سب کے ساتھ پہلو بہ پہلو نماز پڑھا کرتا۔

سخت گیر امیر، نرم دل نائب

خالد بن ولید کے مسلمان ہوتے ہی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کی جرأت و دلیری کے پیش نظر انہیں فوج میں اعلیٰ عہدے دار بنا دیا اور ابوذر غفاریؓ کو فوج کے عہدے سے ہٹا دیا۔ کیوں کہ وہ نرم دل واقع ہوئے تھے۔ ابوبکر صدیقؓ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے خالد بن ولید کو سپہ سالار بنا دیا۔ لیکن جب حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے تو خالد بن ولید کو ہٹا کر نرم دل ابو عبیدہ کو سپہ سالار بنا دیا۔ یہ سب کچھ ہوا لیکن نہ تو ابوذر غفاریؓ نے اور نہ خالد بن ولید نے حق تلفی کی شکایت کی اور نہ تنزل پر رنج و غم کا اظہار کیا۔ وہ سمجھتے تھے کہ سیاست میں اعتدال کے لئے اگر امیر نرم دل ہو تو نائب کا سخت گیر ہونا ضروری ہے۔ اور اگر امیر سخت گیر ہو تو نائب کا نرم دل ہونا ضروری ہے۔

میرے دوست تم نے سچ کہا

گورنر بصرہ زیاد بن سفیان نے اپنا پہلا خطبہ ختم کرتے ہوئے اعلان کیا:۔

"اگر تم راہ راست پر رہو گے تو میں تمہارا خادم ہوں۔ میرے دروازے پر ہر وقت ہر سائل ہر حاجت مند کے لئے کھلے ہیں جس وقت چاہو میرے پاس آؤ میں تمہاری شکایت سنوں گا اور انصاف کروں گا۔"

اس وقت عبداللہ بن اتم جو مصر کے ممتاز لوگوں میں سے تھے موجود تھے، اعلان سن کر بولے:۔

"میں خدا کو شاہد مان کر کہتا ہوں کہ آپ کو حکمت اور خطابت کے پورے جوہر عطا ہوئے ہیں"۔ زیاد نے جواب دیا۔

"تم جھوٹ بولتے ہو، خدا نے یہ خوبیاں تو حضرت داؤد علیہ السلام کو بخشی ہیں۔ میں تو ایک عاجز بندہ ہوں۔"

یہی اعلان احنف نے بھی سنا۔ اس نے خوشامد کرنے کی بجائے صاف صاف کہہ دیا کہ سردار آپ نے جتنی باتیں کہیں ٹھیک ہیں مگر ہم ابھی ان باتوں کے بارے میں کچھ کہہ نہیں سکتے کیونکہ ابھی ہم نے آپ کی ان باتوں کو عمل کی کسوٹی پر نہیں پرکھا۔

زیاد بن سفیان کو احنف کی صاف گوئی بہت پسند آئی۔ اس نے خوش ہو کر کہا۔ میرے دوست تم نے کتنی سچی بات کہی ہے۔

ہارون الرشید رو پڑے

خلیفہ ہارون الرشید عالموں اور فقیہوں کا بہت قدر دان تھا۔ جب بھی بغداد یا رقہ میں کوئی فقیہہ یا محدث آتا وہ اسے پند و نصیحت سننے کے لئے بلا بھیجتے۔

بڑی کا بیان ہے کہ ایک بار مشہور عالم ابن سماک اس سے ملنے کے لئے آئے۔ حسب عادت خلیفہ نے ان سے نصیحت کرنے کی درخواست کی۔ یہ سن کر ابن سماک نے فرمایا:۔

"ہارون سو بات کی ایک، بات یہ ہے کہ ہر کام کرتے وقت خدا سے ڈرتے رہو اور ہر لحظہ ذہن میں رکھو کہ کل تم کو خدا کے ہاں جواب دینا ہوگا۔ پھر یا تو جنت تمہارا ٹھکانا ہو گا یا دوزخ"

پاس ہی فضل بن ربیع کھڑا تھا۔ کہنے لگا:۔

جناب والا یہ بات آپ نے عجیب کہی۔ بھلا امیر المومنین کے جنت کے بارے میں شک و شبہ ہو سکتا ہے؟

ابن سماک نے فضل بن ربیع کو نظر انداز کرتے ہوئے خلیفہ سے کہا۔ تم اس کی بات کا خیال نہ کرو اور اپنی ذات کے لئے خدا سے ڈرتے رہا کرو۔

ہارون الرشید پر اس بات کا اتنا اثر ہوا کہ روتے روتے اس کی داڑھی بھیگ گئی اور سارے دربار میں لوگوں پر سکتہ طاری ہو گیا۔

اصابت رائے

حماد بن زید اپنے ہم عصر محدث کے بارے میں فرماتے ہیں۔

محدث شعبہ اور میرے درمیان جب کسی حدیث سے متعلق اختلاف ہوتا ہے تو میں شعبہ کی رائے کو تسلیم کر لیتا ہوں

اس لئے کہ وہ اپنے استاد سے ایک حدیث کو بیس بار سن کر بھی مطمئن نہیں ہوتے تھے اور میں ایک بار سن کر خاموش ہو جاتا تھا۔

قوم کا سردار

خلیفہ مامون الرشید باعظمت بادشاہوں میں شمار ہوتے ہیں۔ لیکن آپ اپنے حلقۂ احباب میں شاہی جاہ و جلال دکھلانے کے عادی نہ تھے۔ ایک روز آپ کے دوست قاضی یحییٰ کے کمرے میں سو رہے تھے انہیں پیاس نے ستایا چہرے سے بے تابی ظاہر ہونے لگی۔ مامون الرشید نے بے چین دیکھ کر وجہ پوچھی۔ قاضی یحییٰ نے کہا پیاس لگی ہے مامون الرشید فوراً اٹھے دوسرے کمرے سے صراحی اٹھا لائے اور پیالے میں پانی لا کر انہیں پلایا۔ قاضی یحییٰ نے کہا امیر المومنین آپ نے کسی خادم کو آواز کیوں نہیں دی تو مامون الرشید نے جواب دیا حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ "قوم کا سردار اس کا خادم بھی ہوتا ہے"۔

خلیفہ کو مسلمان کی حیثیت سے آنا چاہیئے

حضرت سعید بن مسیب تابعین میں سب سے بڑا درجہ رکھتے تھے۔ ایک دن آپ مدینہ منورہ کی مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ خبر آئی کہ بادشاہ ولید اموی آ رہے ہیں۔ بادشاہ کی خبر سن کر خدام نے لوگوں کو مسجد سے باہر نکلنے کے لئے کہا لیکن سعید بن مسیب نے باہر جانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ یہ کیسے خلیفہ ہیں جو خانۂ خدا میں بھی لوگوں کو نہیں بیٹھنے دیتے۔ اتنے میں خلیفہ مسجد کے دروازے پر پہنچ گئے۔ پہرے داروں نے حضرت سعید سے کہا خلیفہ آتے ہیں اس لئے آپ سلام کو اٹھئے۔ حضرت سعید چونک کر بولے خدا کے گھر میں دو کا سلام نہیں ہو سکتا اور نہ مسجد میں امتیاز کرنے کی ضرورت ہے۔ مسجد میں بادشاہ کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک مسلمان کی حیثیت سے آنا چاہیئے۔

بہتر کام

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک آدمی نے پوچھا اسلام کا کون سا کام بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا غریبوں مسکینوں کو کھانا کھلانا۔ اور ہر مسلمان کو سلام کرنا چاہیئے۔ رسول اللہ نے فرمایا بندہ ایک بات اپنی زبان سے نکالتا ہے جو اللہ کی خوشنودی کی بات ہوتی ہے۔ بندہ اس کا خیال نہیں کرتا (یعنی اس کو اہمیت نہیں دیتا) لیکن اللہ اس کی بدولت اس

کے درجے بلند کرتا ہے۔ اسی طرح آدمی خدا کو ناراض کرنے والی بات زبان سے لاپرواہی کے ساتھ نکالتا ہے۔ جو اسے جہنم میں گرادیتی ہے۔ حضور کے ارشاد کا منشا یہ ہے کہ آدمی زبان کو بے لگام نہ چھوڑے جو کچھ بولے سوچ کر بولے ایسی بات زبان سے نہ نکالے جو جہنم میں لے جانے والی ہو۔

اخبار علی پور شریف

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت شمس الملت مولٰنا الحاج سید نور حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم ۱۹ اکتوبر کو بذریعہ طیارہ لائل پور سے کراچی تشریف لے گئے۔ رمضان المبارک کا مہینہ آپ کراچی رہیں گے۔ الحمدللہ آپ کی صحت اچھی ہے قبلہ گرامی قدر حضرت جوہر الملت سید اختر حسین شاہ صاحب اور حضرت مولٰنا الحاج سید انور حسین شاہ صاحب اور حضرت مولٰنا الحاج سید تنذر حسین شاہ صاحب علی پور شریف میں ہیں۔ ماء الجبن سے طباعیع میں صحت کے آثار غیر معمولی طور پر بڑی تیزی سے نمایاں ہو رہے ہیں۔ امید ہے ماہ رمضان کے بعد اس علاج سے فارغ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ تمام حضرات کو صحت و شفا کی نعمت عطا فرمائے۔ آمین

عالی جناب مولٰنا الحاج حضرت معین الملت سید حیدر حسین شاہ صاحب ۱۸ اکتوبر کو بذریعہ طیارہ زیارت حرمین کے لئے تشریف لے گئے ہیں۔ رمضان المبارک کے روزے آپ مدینۃ المنورہ میں رکھیں گے اور تا ایام حج آپ وہیں رہیں گے۔ آپ کو خط لکھنے کا پتہ یہ ہے (ص۔ ب ۹۲ ۔ مدینۃ المنورہ سعودی عرب)

مسجد نور علی پور شریف میں حضرت مولٰنا الحاج صاحبزادہ سید منور حسین شاہ صاحب قرآن شریف سنا رہے ہیں۔ ۲۷ رمضان المبارک کو ختم ہوگا اور مسجد میں خوب رونق ہوگی۔ نعت خوانی اور تقریر ہوگی۔

حضرت مولٰنا الحاج رئیس المتکلمین پیر سید بشیر حسین شاہ صاحب و دیگر جملہ حضرات اور بزرگ آستانہ عالیہ علی پور شریف میں ہیں اور بخیر و عافیت ہیں۔

انتقال پُر ملال ہمارے مخلص پیر بھائی جناب بابو غلام حسین صاحب راولپنڈی والے جن کے مکان پر شروع سے حلقۂ ذکر ہوتا رہا ہے بقضائے الٰہی فوت ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر و قرار عطا فرمائے۔

Regd. L. No. 7874

لاهور آرٹ پریس
۱۵۔ انار کلی ۔ لاہور

